

# فلسفہ صوم

شیخ ڈاکٹر محمد طاہر القادری  
الاسلام ڈاٹ کام

منہاج القرآن پبلیکیشنز



قلم مصروف



شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

## جملہ حقوق بحق تحریک منہاج القرآن محفوظ ہیں

	: فلسفہ صوم	نام کتاب
	: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	تصنیف
	: ضیاء نیر، علی اکبر قادری	معاون تحقیق
	: عبدالجبار قمر	معاون تخریج
	: فریڈملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ Research.com.pk	زیر اہتمام
	: منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور	مطبع
(1,100)	: مارچ 1991ء	إشاعت اول
(4,000)	: فروری 1992ء	إشاعت دوم
(6,600)	: دسمبر 2000ء تا مئی 2009ء	إشاعت سوم تا ہشتم
(1,100)	: نومبر 2009ء	إشاعت نہم
	: جولائی 2011ء	إشاعت دہم
	: 2,400	تعداد
	: 130/- روپے	قیمت



نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریک منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔ (ڈائریکٹر منہاج القرآن جلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
وَارْحَمْنَا بِرَبِّكَ  
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
وَمَنْ آمَنَ بِهِمْ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالْقَلْبَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَارْحَمْنَا بِرَبِّكَ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکیشن نمبر ایس او (پی۔ اے۔ ۱)۔ ۳۔ ۸۰/۱ پی آئی  
 وی مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷۔ ۳۔ ۲۰  
 جنرل وایم ۳/۹۷۰۔ ۷۳ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء شمال مغربی سرحدی صوبہ کی  
 حکومت کی چٹھی نمبر ۱۱۲۲۲۔ ۶۷۔ این۔ ۱۱۔ اے ڈی (لاہری) مورخہ ۲۰ اگست  
 ۱۹۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر ۱۱  
 انتظامیہ ۶۳۔ ۶۱/۸۰۶۱ مورخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری  
 کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجز اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے  
 منظور شدہ ہیں۔

# فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۳	پیش لفظ	۱
۱۹	<u>باب اول: روزے کی فرضیت</u>	۲
۲۱	روزے کی فرضیت	
۲۲	روزے کے واجبات و شرائط	
۲۳	رمضان کی وجہ تسمیہ	
۲۵	<u>باب دوم: رمضان المبارک احادیث نبوی کی روشنی میں</u>	۳
۲۷	i۔ روزہ گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے	
۲۸	ii۔ روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں	
۲۹	iii۔ روزے کا اجر و ثواب	
۳۰	iv۔ روزے کی فضیلت کے اسباب	
۳۳	v۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا کا متغیر ہو جانا	
۳۵	vi۔ جنت کے دروازوں کا کھل جانا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا	
۳۶	شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم	
۳۹	vii۔ باب الریان صرف روزہ دار کے لئے مخصوص ہے	
۴۱	<u>باب سوم: روزے کی حکمتیں</u>	۴
۴۲	i۔ پہلی حکمت (تقویٰ کا حصول)	
۴۳	ii۔ دوسری حکمت (تربیتِ صبر و شکر)	
۴۵	iii۔ تیسری حکمت (جذبہ ایثار)	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۴۶	iv۔ چوتھی حکمت (تزکیہ نفس)	
۴۷	حضرت غوث الاعظم کی روحانی طاقت	
۴۹	v۔ پانچویں حکمت (رضائے خداوندی کا حصول)	
۴۹	رضائے خداوندی کی پہچان اور علامت	
۵۱	<u>باب چہارم: جسم اور روح کی حقیقت</u>	۵
۵۳	جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر	
۵۵	جسم اور روح کی بحث کا ماحصل	
۵۵	روح کیا ہے؟	
۵۶	فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا	
۵۶	بندہ مولا کی صفات کے روحانی کمالات	
۵۹	جسم کی قید سے رہائی کے بعد روح کا مقام	
۶۰	تزکیہ روح کے لئے روزہ..... بہترین عمل	
۶۲	فقر و فاقہ کی بنا پر اصحاب صفہ کا مقام	
۶۳	اضطراری و اختیاری فقر میں فرق	
۶۵	<u>باب پنجم: روزہ کی اقسام</u>	۶
۶۷	i۔ عوام کا روزہ	
۶۸	ii۔ خواص العام کا روزہ	
۶۹	iii۔ خواص الخاص کا روزہ	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۷۱	iv۔ انحصار الخاص کا روزہ	
۷۳	باب ششم: رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ	۷
۷۵	i۔ معمولات مصطفوی کا اجمالی جائزہ	
۷۶	i۔ صیام رمضان اور معمولات نبوی ﷺ	
۷۷	i۔ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے پر خصوصی دعا	
۷۷	ii۔ رمضان المبارک کو خوش آمدید کہنا	
۷۸	iii۔ رمضان اور شعبان میں روزوں کا اتصال	
۷۹	iv۔ روزے میں سحری و افطاری کا معمول	
۸۱	برکت سے کیا مراد ہے	
۸۳	v۔ سحری میں تاخیر	
۸۴	vi۔ حضور ﷺ کس چیز سے روزہ افطار فرماتے تھے؟	
۸۶	بھوک کی حالت میں طعام کو نماز پر فوقیت دینا	
۸۷	بہترین عمل..... عمل مداومت	
۸۹	۲۔ معمول قیام رمضان:	
۹۰	تراویح کی شرعی حیثیت	
۹۰	تراویح کا لغوی مفہوم	
۹۳	۳۔ معمول ختم قرآن	
۹۶	رمضان المبارک اور رسم شبینہ	
۹۷	دینی امور میں اعتدال اور میانہ روی	



صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۹۸	حضرت جبریلؑ کے ساتھ دورہ ختم قرآن	
۹۹	۴۔ معمول تہجد	
۱۰۰	فضائل نماز تہجد	
۱۰۲	تہجد کا لغوی مفہوم	
۱۰۲	نماز تہجد کے اوقات	
۱۰۳	۵۔ کثرت صدقہ و خیرات	
۱۰۵	۶۔ معمول اعتکاف	
۱۰۹	<u>باب ہفتم: رمضان المبارک میں اکابر اسلاف کے معمولات</u>	۸
۱۱۱	اہل مکہ کے معمولات رمضان المبارک	
۱۱۱	اہل مدینہ کے معمولات رمضان المبارک	
۱۱۲	آہ! محفل سے پرانے بادہ کش رخصت ہوئے	
۱۱۳	نماز تراویح اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معمول	
۱۱۳	نماز تہجد اور صلحائے امت	
۱۱۳	رمضان المبارک میں ہمارا معمول..... لمحہ فکریہ	
۱۱۷	<u>باب ہشتم: روزہ کے احکام و مسائل</u>	۹
۱۱۹	شرائط وجوب	
۱۱۹	شرائط وجوب ادا	
۱۲۰	روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۲۰	i- مرض یا بھوک و پیاس کی شدت	
۱۲۰	ii- سفر	
۱۲۱	iii- کمزور، لاغر اور بوڑھا ہونا	
۱۲۱	iv- عورت کا حاملہ ہونا یا دودھ پلانا	
۱۲۱	v- جہاد میں شرکت	
۱۲۱	روزے کے ارکان	
۱۲۲	روزے کی نیت کے احکام	
۱۲۳	سحری و افطاری کے احکام	
۱۲۳	روزہ توڑنے والی چیزیں	
۱۲۵	روزہ کے مکروہات	
۱۲۵	روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ	
۱۲۷	<u>باب نہم: چند نقلی روزوں کی فضیلت</u>	۱۰
۱۲۹	صومِ عاشورہ	
۱۳۰	صومِ عرفہ	
۱۳۰	شوال کے چھ روزے	
۱۳۱	شعبان کا روزہ اور شبِ برات	
۱۳۱	ایامِ بیض کے روزے	
۱۳۲	دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ	
۱۳۳	بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۳۳	صوم داؤدی	
۱۳۵	<u>باب دہم: حقیقتِ اعتکاف</u>	۱۱
۱۳۷	رہبانیت کیا ہے	
۱۳۹	ایک غور طلب نکتہ	
۱۳۹	اسلام میں رہبانیت کا تصور	
۱۴۰	اسلام کا عمومی خراج	
۱۴۱	سود کا بدلہ..... قرضہ حسنہ	
۱۴۱	نشہ شراب کا بدلہ..... نشہ شرابِ عشق الہی	
۱۴۱	ایک سوال؟	
۱۴۲	حقیقتِ اعتکاف..... خلوت نشینی	
۱۴۲	خلوت نشینی کیوں؟	
۱۴۳	اعتکاف کی نیت کیا ہو؟	
۱۴۴	ایک دلچسپ حکایت	
۱۴۴	حقیقتِ نفس	
۱۴۵	مقصودِ خلوت نشینی	
۱۴۷	مسائلِ اعتکاف	
۱۴۷	اعتکاف واجب	
۱۴۷	اعتکاف سنت مؤکدہ	
۱۴۸	اعتکاف مستحب	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۴۸	اعتکاف کے چند دیگر مسائل	
۱۵۱	<u>باب یازدہم: شب قدر اور اس کی فضیلت</u>	۱۲
۱۵۳	شب قدر کا معنی و مفہوم	
۱۵۵	یہ رات کیوں عطا ہوئی؟	
۱۵۷	امت محمدی ﷺ کی خصوصیت	
۱۵۷	پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟	
۱۵۸	فضیلتِ شب قدر: احادیث کی روشنی میں	
۱۵۹	شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا	
۱۶۰	ایک جھگڑا علم شب قدر سے محرومی کا سبب بنا	
۱۶۲	ایک صحابی کو آگاہ فرمانا	
۱۶۳	شب قدر کے تعین کے سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ	
۱۶۷	شب قدر کا وظیفہ	
	اشاریہ	
	کتابیات	

## پیش لفظ

مذہب کا اصل مقصد درحقیقت تصفیہ عقائد، تزکیہ نفس و روح اور اخلاق حسنہ کی ترویج ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ”بعثت لاتمم مکارم الاخلاق“ کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس لحاظ سے انسانیت کا نصب العین اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے، جو تزکیہ نفس کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

مذہب عالم کے مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی صورت میں تزکیہ نفس اور روحانی طہارت کی اہمیت کو اجاگر کرتا رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے ہاں اس کے انداز مختلف اور طریقے علیحدہ ہیں مثلاً ہندوؤں کے ہاں پوجا کا تصور ہے، عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کا رجحان، یونان کے مفکرین نے اس سلسلے میں ترک دنیا کو ضروری قرار دیا اور بدھ مت کے ہاں جملہ خواہشات کو قطعاً فنا اور ختم کر دینا لازمی قرار دیا گیا ہے، لیکن اسلام ایک ایسا سادہ اور آسان دین ہے، جو ان تمام خرافات اور افراط و تفریط سے پاک ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں تقویٰ اور تزکیہ نفس کے لئے ارکان اسلام کی صورت میں ایک ایسا پانچ نکاتی لائحہ عمل عطا کر دیا، جو فطرۃ انسان سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت آسان اور قابل عمل بھی ہے۔ انہیں ارکان اسلام میں سے روزہ ایک اہم ترین عمل ہے، جو تزکیہ نفس کے لئے

اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ روزہ کا تصور کم و بیش ہر مذہب اور ہر قوم میں موجود رہا ہے اور اب بھی ہے، مگر اسلام میں روزے کا تصور یکسر جداگانہ، منفرد اور مختلف ہے۔ اس سلسلے میں اختصار کے پیش نظر ہم صرف دو انگریزی اقتباسات کا اردو ترجمہ بطور شہادت نقل کرتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف جیوز میں اس طرح لکھا ہے:

”یہودی اور عیسائی روزہ بطور کفارہ گناہ یا توبہ کی خاطر یا پھر ان سے بھی تنگ تر مقاصد کے لئے رکھتے تھے اور ان کا روزہ محض رسمی نوعیت کا ہوتا تھا یا پھر قدیم تر ایام میں روزہ ماتم کے نشان کے طور پر رکھا جاتا تھا۔“

یعنی اس وقت روزے کی اصل مقصدیت سے صرف نظر کرتے ہوئے ان لوگوں نے اپنے مخصوص مفادات کے لئے روزے کو محدود کر لیا تھا، مگر اسلام نے اس میدان میں بھی انسانیت کو روزے کے ذریعے ایک نظام تربیت دیا۔ مذکورہ بالا کتاب میں اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا گیا ہے:

”یہ اسلام ہی ہے جس نے روزے کے بارے میں اپنا زاویہ نگاہ اور دائرہ کار وسیع کر دیا اور روزہ کے اغراض و مقاصد کو بلند کر دیا۔ زندگی کی وہ تمنائیں اور خواہشات نفسانیہ جو عام طور پر جائز ہیں اسلامی روزہ میں ان پر بھی معین عرصہ کے لئے پابندی عائد کر دی جاتی ہے اور اسلام کا ماننے والا ان پابندیوں کو اپنی دلی رغبت و مسرت کے ساتھ اپنے اوپر عائد کر لیتا ہے۔ یہ چیزیں جسم و روح دونوں کے لئے ایک مفید ورزش ہے۔“

علاوہ ازیں مختلف مذاہب میں روزہ رکھنے کے مکلف بھی مختلف طبقات میں موجود ہے، مثلاً پارسیوں کے ہاں صرف مذہبی پیشوا، ہندوؤں میں برہمن اور یونانیوں کے ہاں صرف عورتیں روزے رکھنے کی پابند ہیں، جبکہ ان کے اوقاتِ روزہ میں بھی اختلاف اور افراط و تفریط پائی جاتی ہے، لیکن اسلام کے پلیٹ فارم پر دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت کے ایک ہی وقت میں ماہِ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔

ارشاد فرمایا گیا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
فَلْيَصُمْهُ۔  
پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو  
پالے تو وہ اس کے روزے ضرور  
رکھے۔ (البقرہ ۲: ۱۸۵)

ماہِ رمضان ہر سال رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کے انمٹ خزانے لے کر سایہ نکلن ہو جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک کے کچھ ایسے تقاضے اور ذمہ داریاں بھی توجہ طلب ہیں، جن سے عہدہ برآ ہونا ہر خاص و عام کا دینی فریضہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمان خواہ دیارِ غیر میں ہو یا کسی اسلامی ریاست کا باشندہ تقویٰ اس کا انفرادی عمل ہے، مگر غیر مسلم معاشروں میں اسلام کے نام لیواؤں کے لئے یہ ماہِ مقدس دوسرے مسلمانوں سے نسبتاً زیادہ صبر آزما، ضبط نفس اور ایمانی امتحان کی رزمگاہ ہے، جہاں قدم قدم پر بدکاری، عریانی و فحاشی سے بچے ہوئے بازار اور محافلِ شباب و شراب کی دلاویزیاں، ہر آن انہیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ انہیں خرمینِ ایمان و تقویٰ جلانے کی ہزار ہا شیطانی کوششوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے میں جلوہ دانش فرنگ سے خیر نہ ہونے والی آنکھیں اور محتاط دل ہی یقیناً تقویٰ کے مطلوبہ

معیار پر پورا اتر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں روزہ بھوک پیاس کے احساس کے ذریعے ہمیں اپنے ارد گرد مسلمان بھائیوں کی حاجتوں کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ ہم میں سے کتنے صاحب ثروت حضرات ایسے ہیں جو روزہ ٹھنڈے دفاتر، آرکنڈیشنڈ گھروں اور گاڑیوں میں گزار کر شام کو انواع و اقسام کے کھانوں، رنگارنگ پھلوں اور نوع بنوع مشروبات سے چنے ہوئے دسترخوان پر بیٹھتے وقت باہر گلیوں اور سڑکوں پر بیٹھے ہوئے غریب و مفلس روزہ دار مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کا احساس بھی کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے ہمارے پڑوس میں کوئی خالی پیٹ پانی کے گھونٹ سے روزہ رکھ رہا ہو اور شام کے کھانے کے لئے کسی کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا ہو۔ لہذا روزہ ہمیں یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ ہم خود ہی پر تکلف کھانوں اور ٹھنڈے میٹھے مشروبات سے شکم سیر نہ ہوں، بلکہ اپنے نادار، مفلس، فاقہ کش اور تنگ دست مسلمان بھائیوں کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھیں، جن کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ لباس و طعام خرید کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا تن ڈھانپ سکیں اور پیٹ پال سکیں۔

یہ ماہ مقدس ہمارے لئے یہی پیغام لاتا ہے کہ ہم جہاں بھی ہوں، جس حالت میں بھی ہوں، ایک دوسرے کے لئے رحمت و شفقت کا پیکر بن جائیں، دوسروں کی ضرورتوں کا بھی اسی طرح احساس کریں، جس طرح اپنی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہیں۔ اپنی خوشیوں میں معاشرے کے ستم رسیدہ حضرات، یتیموں اور بیواؤں کو بھی شامل کریں کہ یہی اصل عید ہے۔ اپنے معاشرے کو پر کیف روحانی ماحول فراہم کرنے کے لئے رمضان شریف کا یہ پیغام گھر گھر اور گلی گلی پہنچائیں۔ مسلمانوں کو رمضان المبارک میں قرآنی تعلیمات کی تفہیم کے مواقع دیں۔ گھروں



میں قرآن خوانی اور قرآن فہمی کی ترغیب دیں، اپنے قول و فعل سے تمام غیر اسلامی اور ناپسندیدہ شعائر کی مذمت کریں۔ ریاکاری، بدکاری، غیبت، عیب جوئی، مکر و فریب، تعصب، بغض و حسد اور جھوٹ جیسے روحانی امراض سے خود کو بچائیں اور ان کے مہلک اثرات سے دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔ یہی تقویٰ کا تقاضا، اسلامی تعلیمات کا مدعا، روزے کا مقصد اور تحریک منہاج القرآن کا پیغام ہے۔

روزہ کی حکمت و فلسفہ پر مشتمل یہ مختصر کتاب ارکان اسلام کے ضمن میں دیئے گئے خطبات جمعہ کا مرتبہ مجموعہ ہے، جس میں قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے انتہائی عام فہم انداز میں جدید سائنسی تحقیقات کے حوالے سے روزے کی بعض حکمتیں سمجھائی ہیں۔ بالخصوص تزکیہ نفس جیسی روزہ کی بنیادی حکمت کو جس انوکھے اور جدید علمی انداز میں زیر بحث لایا گیا ہے، اس کی شاید ہی کہیں نظیر مل سکے۔

خاکِ رہِ صلحا  
علی اکبر قادری

باب اول

# روزے کی فرضیت

یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ ارکان اسلام میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے، جس کی پابندی شہادت توحید و رسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ زیر نظر موضوع ان حکمتوں سے متعلق ہے، جو فرضیت روزہ کے عمومی حکم میں کار فرما ہیں، جس کے تحت ہم روزے کے افادی پہلوؤں کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں گے تاکہ ان اثرات کو جو روزہ انسان کی مادی اور روحانی زندگی پر مرتب کرتا ہے، اجاگر کیا جاسکے۔

## روزے کی فرضیت

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت روزے کی فرضیت کے باب میں بلا استثنائے مزدوزن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ  
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ  
مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○  
اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے  
فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے  
لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم  
(البقرہ، ۲: ۱۸۳)

اس آیت کریمہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ ﷺ پر ہی نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کئے گئے، دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

۱- ثقہ روایت کے مطابق روزے کی فرضیت کا حکم سن دو (۲) ہجری میں  
تحويل کعبہ کے واقعہ سے دس روز بعد ماہ شعبان میں نازل ہوا۔ آیت روزہ شعبان  
کے مہینے میں نازل ہوئی، جس میں رمضان المبارک کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے  
باری تعالیٰ نے اہل ایمان سے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
فَلْيَصُمْهُ۔ (البقرۃ)۔  
پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو  
پالے تو وہ اسکے روزے ضرور رکھے۔

(۱۸۵:۲)

اس آیت مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحب ایمان کو دیا گیا ہے، جو  
اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پالے۔

امت مصطفویٰ ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشورہ) کا  
روزہ باہتمام رکھتے تھے۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں  
تاریخ کے تین دن جنہیں ایام بیض سے موسوم کیا جاتا ہے کے روزے پہلی امتیں  
بڑے اہتمام کے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے  
بعد ان روزوں کی حیثیت بریں بنا سنت کا درجہ اختیار کر گئی کہ آنحضرت ﷺ کا عاشورہ  
اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول مدت العمر قائم رہا۔ روزے کی فرضیت کا  
منکر کافر اور اسکا تارک گنہگار ہے۔

۲- آیت مبارکہ میں دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے وہ روزے کا مقصد ہے جو  
کہ تقویٰ ہے یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی  
تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔

### روزہ کے واجبات و شرائط

روزے کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے

باز رہنے اور رک جانے کا ہے۔ اصطلاح شریعت میں روزے کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے۔

الامساك عن المفطرات مع  
اقتران النية به من طلوع الفجر  
الی غروب الشمس۔  
روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر  
سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے  
مفطرات سے رک جانا۔

(تفسیر القرطبی، ۲: ۲۷۳)

بعض علمائے فقہ نے الامساك عن المفطرات کا معنی (الامساك عن الاكل والشرب والجماع) کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا بیان کیا ہے۔ فقہی اعتبار سے پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ازدواجی تعلق (مباشرت) سے باز رہنے کے عمل کو صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر روزہ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کو ملحوظ رکھنے سے عبارت ہے۔

۱۔ کھانے سے اجتناب  
۲۔ پینے سے اجتناب

۳۔ ازدواجی تعلق سے اجتناب  
۴۔ روزے کی مدت (Duration)

۵۔ اجتناب کی نیت

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ متذکرہ بالا افعال کا صدور اس وقت روزے کی ہیئت اختیار کرتا ہے، جب یہ بہ نیت روزہ ہو، بغیر نیت کے محض بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر طاری کر لینا روزہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

## رمضان کی وجہ تسمیہ

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہذا رمض کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ

جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا، جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۳: ۲۲۹)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ رمضان الصائم سے لیا گیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہو گئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لئے دیا گیا کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (لسان العرب، ۷: ۱۶۲)

باب دوم

رمضان المبارک:  
احادیث نبوی کی روشنی میں

۱۔ روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔

(صحیح البخاری: ۱۰: ۱۰، کتاب الایمان، رقم حدیث: ۳۸)

اس حدیث مبارکہ میں روزہ رکھنے اور رمضان المبارک میں قیام کرنے کے ساتھ ایمان اور احتساب کی شرط لگادی، یعنی اس حالت میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کرے کہ حضور سے ثابت شدہ سب چیزوں کی تصدیق کرے اور فرضیتِ صوم کا اعتقاد بھی رکھے تو اس کو ایمان کا روزہ کہا جائے گا۔

احتساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلبِ ثواب کے لئے یا اس کے اخلاص کی وجہ سے روزہ رکھا اور روزے کی حالت میں صبر کا مظاہرہ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا۔ جو آدمی ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام صغائر معاف



کر دیے جاتے ہیں۔ اور کبار کی معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے یا کبار کا بوجھ ہلکا بھی ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حدثنی عبدالرحمن بن عوف،  
عن رسول اللہ ﷺ قال: من قام  
رمضان ايماناً و احتساباً خرج  
من ذنوبه كيوم ولدته امه۔  
(سنن النسائي، ۱: ۳۰۸، کتاب الصيام،  
رقم حدیث: ۲۲۰۸)

حضرت عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ہو۔

## ۲۔ روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للصائم فرحتان، يفر حهما: اذا  
افطر فرح، و اذا لقي ربه فرح  
بصومه۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۵۵، کتاب الصوم،

رقم حدیث: ۱۸۰۵)

ایک خوشی ہر روزے دار کو اس وقت میسر ہوتی ہے، جب وہ کڑے دن کی بھوک اور پیاس کے بعد لذتِ طعام سے آسودہ ہوتا ہے۔ دوسری خوشی حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس وقت نصیب ہوگی جب عالمِ آخروی میں اسے

دیدارِ الہی کی نعمتِ عظیمی سے نوازا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ شہید کی روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی ہوتی ہے تو اس لمحہ سے خدا کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ روایات میں ہے کہ اہل جنت سے جب اللہ رب العزت پوچھیں گے کہ میری جنت میں کس چیز کی کمی ہے؟ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ باری تعالیٰ تیری جنت میں ہر نعمت موجود ہے۔ ایک گوشے میں شہید سکوت بر لب اس حال میں بیٹھے ہوں گے کہ ان کے چہروں سے قدرے اضطراب اور آشفتگی کے آثار مترشح ہوں گے۔ ان کی اداسی اور پڑمردگی کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ اے باری تعالیٰ یوں تو تیری جنت میں کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے جو بہت شاق گزر رہی ہے، یہ پوچھنے پر کہ وہ کیا ہے ان کا جواب ہو گا کہ مولا ہمیں تیری جنت میں وہ لذت و حلاوت میسر نہیں جو تیری راہ میں جان دیتے ہوئے نصیب ہوئی تھی۔ کاش ہمیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیا جائے کہ بار دیگر تیری راہ میں جہاد کریں اور جان کا نذرانہ پیش کر کے وہ لذت دیدار خداوندی دوبارہ حاصل کر سکیں۔

روزے دار کو آخرت میں اس نعمتِ غیر مترقبہ سے نوازا جائے گا جس کے حصول کے لئے شہید بار بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی آرزو کرے گا۔

### ۳۔ روزے کا اجر و ثواب

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ : کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ الی ما شاء اللہ یقول اللہ تعالیٰ : ألا الصوم فانه لی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گناہ سے بے کمرسات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ

و أنا أجزی بہ۔  
 (سنن ابن ماجہ: ۱۱۹، کتاب الصیام، باب ما  
 جاء فی فضل الصیام، رقم حدیث: ۱۶۳۸)  
 اور میں ہی اس کی جزادوں گا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ بعض اعمال کا ثواب صدق  
 نیت اور اخلاص کی وجہ سے دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک بلکہ بعض دفعہ اس سے  
 بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے، لیکن روزہ کا ثواب بے حد اور بے اندازہ ہے۔ یہ کسی ناپ تول  
 اور حساب کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

## روزے کی فضیلت کے اسباب:

روزے کی اس قدر فضیلت کے درج ذیل اسباب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں  
 جان سکتا۔ جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے، کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم  
 ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ فائدہ لی سے اسی چیز کی  
 طرف ہیں اشارہ ہے۔

۲۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کا نقصان ہوتا  
 ہے۔ اس میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشات نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے، جبکہ دوسری  
 عبادتوں میں اس قدر مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

۳۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی فائدہ لی اور وانا اجزی بہ کی شرح میں لکھتے ہیں  
 کہ روزے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ ویسے تو  
 ساری عبادات و طاعات اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں، لیکن روزے کے ساتھ کبھی غیر اللہ  
 کی عبادت نہیں کی گئی۔ کیونکہ کفار و مشرکین نے کسی دور میں بھی اپنے کسی معبود کی

تعظیم روزے کے ساتھ نہیں کی۔ اگرچہ وہ نمازی سجدے اور ذکر و نیاز کی بعض صورتوں کے ساتھ وہ اپنے معبود یعنی باطل کی تعظیم و عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس وجہ سے روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں ریاکاری کا عمل دخل نہیں ہوتا، جبکہ دوسری ظاہری عبادات مثلاً نماز، حج، زکوٰۃ، صدقہ میں ریاکاری کا شائبہ ہو سکتا ہے۔

۵۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ روزے کی اس خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزے دار کو روزہ میں حظِ نفسانی حاصل نہیں ہوتا، لہذا روزہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۶۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھانے پینے سے استغناء اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہو سکتا، لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کر کے مقرب الہی بن جاتا ہے۔

۷۔ اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے، جبکہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کر دیا ہے۔ اس لئے یہ عبادت اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

۸۔ باقی تمام عبادات سے تو حقوق العباد کی کوتاہیوں کی تلافی ہوگی، لیکن روزہ اس مقصد کے لئے میدانِ حشر میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ روزہ ایسی عبادت ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، حتیٰ کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

۱۰۔ روزہ کی اضافت اللہ کی طرف شرف اور عظمت کیلئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم و شرف کے لئے ہے، ورنہ سارے گھر اللہ ہی کے ہیں۔

۱۱۔ روزہ دار اپنے اندر ملائکہ کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے وہ اللہ کو محبوب ہے۔

۱۲۔ جزاءِ صبر کی حد نہیں ہے، اس لئے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں ہوں۔

## ۴۔ روزہ ڈھال ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الضوم جنة من النار كجنة  
احدكم من القتال۔

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔

(سنن النسائی، ۱: ۳۱۱، کتاب الصیام،  
رقم حدیث: ۲۲۳۰، ۲۲۳۱)

جس طرح کہ میدانِ جنگ میں ڈھال غازی کے ہاتھ میں ہوتی ہے پس گویا کہ روزہ بطور تمثیل اس کی ڈھال بن جائے گا۔ اس حدیث کے مطابق نماز مومن کے ایمان کی برہان اور دلیل ہے، کیونکہ برہان دائیں طرف ہوتی ہے۔ گویا کہ یہ مدعی کے لئے بطور شاہد ہے۔ اور غازی کے لئے بطور تلوار اور روزہ اس طرح ہے، جس طرح مدعی علیہ کے لئے حلف ہوتا ہے اور ڈھال نمازی کو دشمن کے وار سے بچاتی ہے اور خود غازی کو بری الذمہ کرتی ہے۔ پس اب واضح ہو گیا کہ نماز کا برہان ہونا اور روزے کا ڈھال ہونا محض بطور اندازہ اور مجاز و تخیل کی قسم سے نہیں بلکہ ان دونوں میں جو مخصوص معنی پایا جاتا ہے، اس کے باعث یہ نام رکھا جانا مناسب ہے۔

امام احمدؒ کی ایک روایت میں جنة و حصن حصین من النار کے الفاظ ہیں جبکہ دوسری روایت میں الصیام جنة مالم یخرقها کے الفاظ ہیں۔ امام دارمیؒ نے اس میں بالغیۃ کے لفظ کا اضافہ کیا ہے۔ دارمیؒ اور ابو داؤدؒ نے اس لفظ کو ترجمہ الباب میں بھی رکھا ہے۔ جنة کے لفظ کا معنی و قالیۃ اور ستر ہے۔ اور ان روایت سے ستر کا متعلق واضح ہو گیا کہ وہ النار ہے۔ امام بن عبد البرؒ نے اس حدیث کی شرح میں اس کو بالجزم لکھا ہے۔ لیکن صاحب نہایہ لکھتے ہیں کہ روزہ کے ڈھال ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ روزہ دار کو موذی شہوات سے باز رکھتا ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ کے ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی مشروعیت کے لحاظ سے سترہ اور حفاظت کا سامان ہے۔ پس روزہ دار کا فرض ہے کہ اسے ایسی چیزوں سے بچائے جو اسے فاسد کر دیتی ہیں اور اس کے ثواب کو کم کر دیتی ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ روزہ کو اس کے فائدہ کے لحاظ سے ڈھال قرار دیا جائے کہ وہ شہواتِ نفس کو ضعف کر دیتا ہے۔

قاضی عیاضؒ نے اکمال میں فرمایا ہے کہ جنة کا معنی ہے کہ روزہ گناہوں اور آگ سے حفاظت کا سبب ہے۔ امام ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ روزہ ڈھال اس لئے بنایا گیا ہے کہ جہنم کو شہوات کے ساتھ گھیرا گیا ہے، پس جو آدمی شہوات سے بچے گا وہ جہنم سے محفوظ رہے گا اور روزہ شہوات سے چونکہ بچاتا ہے، اس لئے وہ جہنم کی آگ کیلئے ڈھال بن جاتا ہے۔ جنة کا معنی ڈھال، پردہ اور بچاؤ کا سامان روزہ گناہوں اور جہنم سے بچاؤ کا باعث ہے۔ الصیام جنة کی مراد ابن حبانؒ اور مسند احمدؒ کی صحیح حدیث سے واضح ہو جاتی ہے کہ جس میں آتا ہے کہ میت کو جب اس کی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف سے آجاتی ہیں روزہ بائیں طرف سے، قرآن سر کی جانب سے اور صدقہ پاؤں کی طرف سے آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کی محافظت روزہ دار

کے لئے فقط روزے سے ہی نہیں بلکہ دوسری عبادات سے بھی ہوگی۔ روزہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عذاب سے روزہ دار کو بچائے گا اور اس کے دائیں طرف آجائے گا۔

## ۵۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا کا متغیر ہو جانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک یوم قیامت مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ: والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ یوم القیامۃ من ریح المسک۔

(صحیح لمسلم، کتاب الصیام، باب فضل

الصیام، رقم حدیث: ۱۱۵۱)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کلام میں مجاز اور استعارہ ہے۔ کیونکہ بعض قسم کی خوشبوؤں کی طرف میلان طبع اور بعض سے نفرت، مخلوق کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے متقدس ہے اور چونکہ انسان اپنے محاورات میں خوشبوؤں کی تعریف کرنے اور اس کی اچھائی کو بیان کرنے کا عادی ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی محاوراتی کلام کے رنگ میں اس کی رضا و خوشنودی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو اس بو کے عوض جو خلوۃ معدہ کی وجہ سے منہ میں پیدا ہو جاتی ہے کہ قیامت میں بہترین

خوشبو بطور جزا دیں گے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ شہید کے خون کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

امام نوویؒ نے اس جملہ کی شرح میں فرمایا ہے کہ صحیح ترین اس کا معنی یہ ہے کہ خلوفِ صائم کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ ہے۔ عیدین اور جمعہ کے موقع پر مشک کے استعمال کو بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلوف کا ثواب مشک کی اس محبوبیت سے بھی زیادہ ہے۔

## ۶۔ جنت کے دروازہ کا کھل جانا اور جہنم کے دروازہ کا بند ہونا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان داخل ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جہنم و سلسلت الشیاطین۔

(صحیح البخاری، ۲۵۵:۱، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۸۰۰)

آسمان کے دروازے کھلنا کنایہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت خداوندی پے در پے نازل ہوتی ہے اور نیک اعمال کسی رکاوٹ کے بغیر اوپر چڑھتے ہیں۔ اور دعا قبول ہوتی ہے اور جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اس امر کی طرف اشارہ



ہے کہ رمضان میں نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے جو حصولِ جنت کا باعث ہیں۔ اور دوزخ کے دروازوں کے بند کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے کہ جو جنت میں داخل ہونے کا باعث ہیں، کیونکہ وہ کبار سے بچتا ہے اور روزے کی برکت سے اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

شیطانوں کا جکڑ دیا جانا اس امر سے کننا یہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہل ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کی وجہ سے حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، جاتی رہتی ہے اور غضب اور شہوت ہی بڑے بڑے گناہوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اور قوتِ عقلیہ جو طاعت اور نیکیوں کا باعث ہے، روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ رمضان میں اور دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں۔ اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

## شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم

اگر اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ بعض نافرمان لوگ گناہ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ ایک قسم کا گناہ ترک کریں گے تو دوسری قسم کو اختیار کر لیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانوں کے جکڑے جانے کی علامت یہ ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے، اب پڑھنے لگتے ہیں اس طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں شریک ہونے لگتے ہیں، حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے، پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آجاتے ہیں۔ اور بعض جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ

ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جیسا کہ دوسری حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ سلسلت مردۃ الشیاطین۔ شیطانوں کے سردار کو جکڑ دیا جاتا ہے، ضروری نہیں کہ سب شیاطین کو جکڑ دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطانوں کے سردار (ابلیس) کو جکڑ دیا جاتا ہے، لیکن اس کے چھوٹے چیلے چائے نہیں جکڑے جاتے، بلکہ وہ اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گناہوں کا وقوع شیطانوں پر ہی منحصر نہیں، کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر اس کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اس کی سرکشی اور طغیانی کی شوکت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا بھی جانتا ہے کہ وہ کیا گل کھلاتا؟ کیونکہ وہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلے چائٹوں کی مدد اور تعداد پر مغرور ہے۔

اس کا یہ معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روحانی ماحول میں چونکہ روزہ دار نیکیوں میں مشغول اور برائیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ لہذا وہ شیطانی اغوا اور وساوس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اہل ایمان کے لئے فضل ہے، ورنہ کفار و مشرکین تو ان دنوں میں گمراہی و ضلالت میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں، کیونکہ شعائر اللہ کی ہتک کرتے ہیں لیکن اہل ایمان چونکہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور عبادت و ریاضت کرتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں نیکیوں کی کثرت کرتے ہیں اور برائیوں

سے بچے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۳۷۴)

علامہ زرکشی فرماتے ہیں کہ رحمت کے دروازوں کا کھولا جانا اپنے حقیقی معنی پر اس شخص کے حق میں محمول ہے جو رمضان میں وفات پائے اور اس کے اعمال فاسد نہ ہوں۔

محدث ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کے کھولے جانے کا فائدہ یہ ہے کہ ملائکہ روزہ داروں کے عمل کو اچھا جان کر ان کے لئے جنت کو تیار کرتے ہیں۔ اور یہ خدا کی طرف سے روزہ داروں کی بڑی عزت افزائی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ شیاطین کے جکڑے جانے کا مطلب عیسیٰ نے یہ لکھا ہے کہ شیاطین سے مراد اس حدیث میں ملائعہ علی کی باتیں اڑا کر لے بھاگنے والے اور چوری چھپے ملائکہ کی گفتگو سن کر اپنے سرداروں کو بتا نیوالے ہیں اور رمضان میں انہیں اس لئے جکڑا جاتا ہے کہ انہیں نزول قرآن کے زمانے میں استراق سمع (چوری چھپے سننے) سے روکا گیا اور رمضان میں مزید حفاظت کیلئے جکڑ دیا گیا۔

چونکہ رمضان میں شیاطین کو دوسرے دنوں کی مانند اہل ایمان کے اغوا کرنے اور فتنہ میں ڈالنے کے مواقع کم سے کم رہ جاتے ہیں۔

شیاطین کو اس لئے بھی جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ مکلف انسانوں کے عذر کو رفع کر دیا جائے دوسرے لفظوں میں انسان کو اس بات کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ اب شیاطین کو اغوا سے روک دیا گیا ہے۔ اب ترک اطاعت اور گناہ کے کرنے کے لئے تیرے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اگر تو اب بھی باز نہ آئے تو یہ تیری کم بختی اور بد نصیبی ہوگی۔

## ۷۔ باب الریان صرف روزہ دار کیلئے مخصوص ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام ریان ہے۔ روز قیامت اس میں روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔

عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله ﷺ ان في الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه احد غيرهم۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۵۴، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم حدیث: ۱۷۹۷)

جنت میں انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے کئی دروازے ہیں۔ پس جو شخص دنیا میں کوئی عمل کرے گا وہ جنت میں اس عمل کے دروازے سے داخل ہوگا۔ ریان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں محدث ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یا تو وہ بنفسہ ریان ہے، کیونکہ اس کی طرف کثیر نہریں جاری ہیں۔ اس کے قریب تازہ اور سرسبز و شاداب پھل پھول بکثرت ہیں۔ قیامت کے دن اس کے ذریعے سے لوگوں کی پیاس زائل ہوگی اور تروتازگی و نظامت ہمیشہ رہے گی۔ اس لئے صرف رمضان کے روزے رکھنے والا ہی نہیں بلکہ کثرت سے نفل روزے رکھے والا بھی اس کا مستحق ہوگا۔

باب سوم

# روزے کی حکمتیں

## پہلی حکمت (تقویٰ کا حصول)

پہلی حکمت کا ذکر شروع میں درج کردہ آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے کہ اہل ایمان پر اہم سابقہ کی طرح روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ گویا روزے کا مقصد عظیمی انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلا دینا ہے۔ روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔ تقویٰ بادی النظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر بنظر غائر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے تو درکنار ان حلال و طیب چیزوں کے قریب بھی بحالت روزہ پھٹکنے نہیں دیتا، جن سے متمتع ہونا عام زندگی میں بالکل جائز ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبط نفس کی لازمی تربیتی مشق (Refresher Course) کا اہتمام، اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز روار کھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پا جائے کہ اس کی باقی زندگی ان خطوط پر استوار ہو جائے کہ ہر معاملے میں حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے وہ حرام چیزوں کے شائبے سے بھی بچ جائے۔

اگر تقویٰ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آجائے تو انسان کی زندگی سراسر خوف و خشیت الہی سے عبارت ہو جائے گی، لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر روزے کے ثمرات سے محض اس لئے محروم رہتے ہیں کہ ہمارا شعار روزے کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دینا بن گیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہمارے ہاتھ سوائے بھوک و پیاس کی مشقت کے کچھ نہیں آتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

کم من صائم لیس له من صیامه  
الا الظماء و کم من قائم لیس له  
من قیامه الا السهر

۱۔ (مسند احمد بن حنبل ۲: ۴۴۱)

۲۔ (سنن الدارمی ۲: ۳۰۱)

۳۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۱۷۷) کتاب

الصوم، باب تزییہ الصوم، الفصل الثانی،

رقم حدیث: ۲۰۱۳

## دوسری حکمت (تربیت صبر و شکر)

تقویٰ کی ایک کیفیت صبر کی آئینہ دار ہے، جس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر اپنی زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے۔ روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقام صبر سے بھی بلند تر مقام شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ اس کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی

پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں، بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہر حال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔

اس ضمن میں دو صاحبِ حال بزرگوں کے واقعہ کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ طویل جدائی کے بعد جب وہ ملے اور ایک دوسرے کا حال پوچھا تو ایک نے کہا کہ اپنا حال تو یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اس کا شکر ادا کرتے ہیں، وگرنہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ دوسرے بزرگ نے کہا، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہمارے شہر کے کتوں کا بھی یہی حال ہے۔ وہ مالک کے در پر پڑے رہتے ہیں، اگر کچھ مل جائے تو دم ہلا کر اس کے آگے پیچھے جاتے ہیں اور اگر کچھ نہ بھی ملے تو اسے چھوڑ کر کسی اور در پر نہیں جاتے۔ پھر فرمایا کہ اپنا حال یہ ہے کہ جب مولا سے کچھ ملتا ہے تو اس کے بندوں میں بانٹ دیتے ہیں اور کچھ نہ ملے تو ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

روزہ چونکہ کھانے پینے اور نفسانی شہوات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اوپر روک لیتا ہے۔ جب آدمی ایک خاص مدت تک نعمتوں سے دور رہے تو پھر اس کی قدر کا پتا چلتا ہے۔ بالعموم نعمت کی اہمیت اور قدر کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کی قدر تب ہوتی ہے، جب وہ مفقود ہو جائے۔ پس یہ نعمت کی پہچان اور اس کی قدر کا جاننا اس کے حق کی ادائیگی کو واجب کر دیتا ہے۔ اور حق کی ادائیگی شکر سے ہوتی ہے۔ جو عقلاً اور شرعاً فرض ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ صوم میں **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** کے ذریعے شکر کی ضرورت و اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

### تیسری حکمت (جذبہ ایثار)

بحالتِ روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لا محالہ اس



کے دل میں ایثار، بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور نانِ شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں، کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت روزے کے ذریعے اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سروسامان لوگوں کی زبوں حالی سے کماحقہ آگاہ کرنا چاہتے ہیں، جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے، جس کی اساس باہمی محبت و مروت، انسان دوستی اور دردمندی و غمخواری کی لافانی قدروں پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں بقول علامہ اقبال:

روح چوں رفت از صلوة و از صیام

فرد ناہموار ملت بے امام

### چوتھی حکمت (تزکیہ نفس)

روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ انسانی جسم مادے سے مرکب ہے، جسے اپنی بقا کے لئے غذا اور دیگر مادی لوازمات فراہم کرنا پڑتے ہیں، جبکہ روح ایک لطیف چیز ہے، جس کی بالیدگی اور نشوونما مادی ضروریات اور دنیاوی لذات ترک کر دینے میں مضمر ہے۔ جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد اور نقیض ہیں۔ روزہ جسم کو اپنا پابند اور منقاد بنا کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے، جس سے روح لطیف تر اور قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشاتِ نفسانی کے چنگل سے رستگاری حاصل

کرتا ہے، اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و نحیف ہو جاتا ہے۔ روح اور جسم کا تعلق پرندے اور قفس کا سا ہے، جیسے ہی قفس جسم کا کوئی گوشہ وا ہوتا ہے، روح کا پرندہ مائل بہ پرواز ہو کر، موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

مسلل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا

ہے، جس کی وجہ سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر پہلے سے کہیں لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض کا ملین و عرفاء کی روحانی طاقت کائنات کی بیکرانیوں اور پہنائیوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

## حضرت غوث اعظمؒ کی روحانی طاقت

روح کی جولانیوں کے ذیل میں حضرت غوث الاعظمؒ کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ انہیں فرداً فرداً چالیس کے لگ بھگ مریدوں نے اپنے ہاں افطاری کی دعوت دی جو حضرت نے ازراہ بندہ نوازی قبول فرمائی۔ اگلے دن ہر مرید نے حضرت کی تشریف آوری کا ماجرا کمال اشتیاق سے بیان کیا تو ان کے درمیان باہمی تکرار ہونے لگا۔ ہر ایک یہ کہتا تھا کہ کل شیخؒ نے ہمارے ہاں افطاری کی ہے۔ ان میں یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ حضرت کے صاحب زادے کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ کس لئے تکرار کرتے ہو۔ حضرت نے توکل اپنے گھر میں روزہ افطار کیا تھا۔

یہ سب کچھ روحانی تصرفات کا اعجاز تھا جو اللہ کے بندوں کو تزکیہ نفس کے

ذریعے نصیب ہوتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کے روحانی تربیت یافتگان میں زہد و ورع اور تقویٰ کی بنا پر

اصحاب صفہ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ ان کی زندگیوں پر فقر مصطفوی ﷺ کی نمایاں

چھاپ تھی، جو فقر اضطراری نہیں بلکہ فقر اختیاری تھا۔ روزے سے فقر و فاقہ کی جو

شان استغناء جنم لیتی ہے، وہ تو نگری سے کہیں اعلیٰ مقام و رفعت کی حامل ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے:

اندروں از طعام خالی دار  
تا در آں نور معرفت بینی

ترجمہ: اپنے آپ کو خالی رکھ تاکہ تیرے اندر معرفت کا نور آئے۔

الغرض نفسِ امارہ انسان کو برائی پر اکساتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔ بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم  
(یوسف، ۱۲: ۵۳) دینے والا ہے۔

نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بعض اوقات اپنے نفس کو جائز اور حلال خواہشوں سے بھی روکیں، تاکہ ناجائز اور حرام کی طرف میلان کی جرأت و ہمت ہی نہ کر سکے۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ اس تربیت سے اس کی عادت بھی بدل جائے گی اور بری باتوں کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں جائے گا۔

پس جب اس تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان المبارک کا مہینہ عطا کیا ہے، جس میں انسان دن کے وقت حلال چیزیں کھانے، پینے اور جماع سے باز رہتا ہے۔ تو پھر وہ حرام جو کہ ہر حالت میں حرام ہے تو اس دوران پھر اسکی طرف رغبت اور میلان کس طرح ممکن ہے۔

اگر انسان ایک طرف زہر کے اثر کو مٹانے کے لئے دعا بھی کرے تو دوسری طرف زہر کا استعمال بھی کرے تو ایسی صورت میں دوا کا اثر کس طرح ممکن ہے؟ اس لئے روزہ کا مقصود تبھی حاصل ہوتا ہے، جب انسان اپنے نفس کو پاک اور منزہ کرے۔

## پانچویں حکمت (رضائے خداوندی کا حصول)

روزے کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو وہ تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ مقام رضا کیا ہے؟ جو روزے کے توسط سے انسان کو نصیب ہو جاتا ہے اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے رب کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی سب نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کہ اس کی رضا حد و حساب کے تعین سے ماوراء ہے۔

## رضائے خداوندی کی پہچان اور علامت

رب تعالیٰ اپنے بندے سے کب اور کیسے راضی ہوتا ہے اور اس بات کی کیا علامت ہے کہ رب اپنے بندے سے فی الواقعہ راضی ہو گیا ہے۔ اس بارے میں ایک بزرگ نے اپنے مرید سے پوچھا تمہیں کس طرح پتا چلے گا کہ رب تم سے راضی ہو گیا ہے۔ اس نے نہایت ادب سے جواب دیا:

إذا وجدت قلبی راضياً عن اللہ  
تعالیٰ علمتُ أنه راضٍ عنی۔  
جب میں نے اپنے دل کو اپنے رب  
کے ساتھ راضی پایا تو میں سمجھ گیا کہ  
اللہ مجھ سے راضی ہے۔  
(الرسالۃ القشیریہ: ۱۹۴)

گویا خدا کی رضا کی کسوٹی اور پہچان یہ ہوئی کہ بندہ اپنے معاملات کی طرف نگاہ ڈالے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ کیا وہ اپنے رب سے راضی ہے۔ اس طرح خدا اور بندے کی رضا باہم مربوط اور لازم و ملزوم ہے۔ اس دو گونہ تعلق میں تاہم یہ بات

مسلمات میں سے ہے کہ رب کی رضا اپنے بندے کے معاملے میں بہر حال مقدم ہے اور جب تک وہ راضی نہ ہوگا، بندے کا رب کی رضا کے بارے میں مطمئن ہونا ممکن نہیں ہے اور بندے کی رضا اپنے رب سے لامحالہ مؤخر ہوگی۔ قرآن حکیم نے اس تصور کو راضیۃ مرضیۃ کے بلیغ الفاظ سے اجاگر کیا ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جب تک خدا کی ذات بندے کی تلاش و جستجو اور طلب کا محور تھی، اس بندے کی حیثیت محبت اور طالب کی تھی، لیکن جب وہ خود ذاتِ خداوندی کا محبوب و مطلوب بن گیا تو اسے خدا کے مرتضیٰ (پسندیدہ) ہونے کا مقام نصیب ہو گیا، جس کی بنا پر وہ نہ صرف خدا بلکہ کائنات کا مدعا اور مقصود بن گیا۔ اس مقام پر خدا کی رضا قدم بہ قدم بندے کے شامل حال ہو گئی اور اسے زبان سے کچھ کہنے کی حاجت نہ رہی۔

باب چہارم

جسم اور روح کی حقیقت

## جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر

جسم اور روح کے باہمی ارتباط کی توجیہ جدید سائنسی نقطہ نظر سے کی جائے تو ہم سائنس کی اصطلاح میں جسم کو مادہ (Matter) اور روح کو توانائی (Energy) کا نام دے سکتے ہیں۔ مادہ اپنی تین حالتوں یعنی ٹھوس، مائع اور گیس پر مشتمل ہوتا ہے اور کثیف ہونے کے باوجود جب وہ ٹھوس سے مائع اور مائع سے گیس میں بدلتا ہے تو اس کی کثافت (Density) بتدریج گھٹنے لگتی ہے اور اس کی ماہیت میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ مادے کی ایک بنیادی خاصیت یہ ہے کہ وہ جگہ گھیرتا ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ برتن میں پانی مادے کی مائع حالت میں موجود ہے۔ برتن میں موجود پانی کو گرم کریں تو وہ حرارت سے بھاپ میں تبدیل ہو کر گیس کی شکل اختیار کرے گا اور پورے کمرے کی فضا میں پھیل جائے گا، جبکہ برتن میں وہ ایک محدود جگہ میں مقید تھا۔ پانی جب گرم ہو کر بھاپ یا گیس کی ہیئت اختیار کر گیا تو وہ اپنی کثیف حالت سے لطیف حالت میں منتقل ہو گیا اور وہ اپنی اس حالت میں خالی جگہ میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس عام اصول کے مطابق جب کوئی شے مائع سے ٹھوس حالت میں منتقل ہوتی ہے۔ تو اس کی کثافت میں نسبتاً اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ گھیرنے کی استعداد نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔ یہ عام سائنسی مشاہدہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ مادہ جس قدر کثیف ہوگا، وہ اتنا ہی محدود جگہ میں محصور ہوگا اور وہ جوں جوں لطیف ہوتا جائے

گا، توں توں اس کا پھیلاؤ اور حصار بڑھتا چلا جائے گا۔ مادے کی ان تینوں مختلف حالتوں کے فرق سے اس کی کثافت و لطافت کے فرق کا اندازہ ہو گیا۔ مادے اور توانائی کے فرق کو ایک مثال کے ذریعے سے سمجھ سکتے ہیں۔

فرض کریں کہ آپ کے منہ میں پانی موجود ہے، جسے آپ کلی کی صورت میں باہر نکالیں گے تو اس کا فاصلہ اور پھیلاؤ محدود ہو گا، کیونکہ پانی مادہ ہونے کی بنا پر نسبتاً محدود جگہ میں محصور رہ سکتا ہے۔ اس کے برعکس آپ کے منہ سے نکلنے والی آواز جو کہ توانائی کی ایک شکل ہے، دور تک جا رہی ہے اور اگر آپ لاؤڈ سپیکر استعمال کر رہے ہوں تو اس آلے کی مدد سے اس کے دائرہ اثر (Range) میں اور بھی اضافہ ہو گا۔ جسم اور روح کا تعلق اس سے گہری مماثلت رکھتا ہے، جسم مادی اور کثیف ہے، جبکہ روح غیر مادی لطیف وجود سے متشکل ہے اور وہ توانائی کی ناقابل بیان لطیف صورت ہے۔ اس پر مستزاد توانائی کی مختلف صورتیں، مثال کے طور پر آواز کے مقابلے میں روشنی بہت زیادہ طاقتور اور تیز رفتار ہے۔ وہ ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیا سی ہزار میل کی مسافت طے کر لیتی ہے، جبکہ آواز کی رفتار مختلف اور محدود ہے، وہ صرف گیارہ سو پچاس فٹ فی سیکنڈ کی رفتار رکھتی ہے۔ رات کی تاریکی میں بجلی کا ایک قلمیہ روشن ہوتے ہی آئین واحد میں پورے کمرے کو روشن کر دیتا ہے۔ آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی لامتناہی مسافتیں طے کر کے مختصر وقت میں کرہ ارض کے وسیع و بسیط خطے کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔ اس کے تقابل میں آواز باوجود محیر العقول سائنسی ایجادات و اکتشافات کے ایک حد سے آگے نہیں جاسکتی۔ ان مظاہر سے بدرجہا بڑھ کر روح توانائی کی وہ مافوق الادراک مابعد الطبیعیاتی صورت ہے، جس کے لئے قرب و بعد اور زمان و مکان کی حدود و قیود کی حقیقت کوئی معنی نہیں رکھتی۔



## جسم اور روح کی بحث کا ماحصل

اس ساری گفتگو کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ مادی جسم اپنی خلقت کے اعتبار سے پابند اور محدود ہے جبکہ روح ایک فوق الادراک ما بعد الطبیعیاتی حقیقت ہے، جس تک عقل رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ انسانی شخصیت کی تعمیر میں روح کا کردار فیصلہ کن اہمیت کا حامل ہے جب تک جسم پر بشریت کے اوصاف غالب رہیں، روح کمزور، مضحل اور دبی دبی رہتی ہے اور نتیجتاً انسانی شخصیت میں بہمیت اور حیوانیت کا عنصر غالب رہتا ہے، جس کے باعث وہ اعلیٰ اقدار کے جوہر سے محروم رہتی ہے، لیکن جیسے ہی جسم پر بشریت کی گرفت ڈھیلی پڑتی ہے، روح تقویت پا کر غالب اور مستحکم ہونے لگتی ہے اور انجام کار اس کی ملکوتی صفات جسم انسانی پر حاوی ہو جاتی ہیں، جس کے زیر اثر ایسے اوصاف کی حامل شخصیت سے وہ افعال صادر ہونے لگتے ہیں جو روح کے تصرفات و کمالات کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔

### روح کیا ہے؟

جب کفار و مشرکین روح کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے سوال پوچھنے لگے تو قرآن نے ان کے استفسار کا جواب بڑے جامع اور مانع انداز سے دیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

اور یہ (کفار) آپ سے روح کے

وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ

متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما

الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔

دیکھئے روح میرے رب کے امر سے

(بنی اسرائیل: ۸۵)

ہے۔

خدا تعالیٰ نے روح کو امرِ ربی کہہ کر انسان کو متنبہ کر دیا کہ وہ اس معاملے

زیادہ نہ کریدے کہ اس سے زیادہ اس کے حیطہ ادراک و فہم میں نہیں آسکتا۔ لہذا اس کی شایانِ شان یہی ہے کہ روح کی ماورائی حقیقت کو فقط اپنے رب کا امر (حکم) سمجھنے پر اکتفا کرے، ورنہ وہ اپنی ناقص اور محدود عقل کے بل بوتے پر ایسی بھول بھلیوں میں پڑ جائے گا جس سے نکلنا اس کے لئے ممکن نہ ہوگا۔

### فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا

تزکیہ نفس کے توسط سے انسان اپنی بشریت کی گرفت اور تسلط سے آزاد ہو کر مولائی صفات کا حامل ہو جاتا ہے اور اس کی روحانی طاقت ارتقاء کے مراحل طے کرنے کے بعد اس مقام تک پہنچ جاتی ہے کہ فرشتے کو بھی اس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں رہتی۔ اللہ کا بندہ جب روحانی مدارج کی بلندیوں کو پہنچتا ہے تو عالمِ ناسوت سے آگے عالمِ ملکوت بھی اس کے زیرِ نگین آجاتا ہے۔

### بندۂ مولا کی صفات کے روحانی کمالات

اشرف المخلوقات ہونے کا تاج انسان کے زیبِ سر اس لئے کیا گیا کہ اس کے اندر اللہ رب العزت نے یہ صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں کہ وہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے ذریعے روحانی کمالات کی رفعتوں سے ہم کنار ہو جاتا ہے اور اسے وہ قدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ پھر جس مثالی شکل میں چاہے مختلف مقامات پر ظاہر ہو سکتا ہے اور اس کے لئے مشرقین و مغربین کا بعد کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی ذات خواہ وہ فرشتہ ہو یا انسان اس کی اصل شکل و ہیئت تو ایک ہی رہتی ہے، لیکن اسے بیک وقت مختلف مقامات پر مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے کی جو قدرت حاصل ہو جاتی ہے، اسے تمثیلِ ارواح سے تعبیر

کیا جاتا ہے، یعنی یہ صفت جس سے انبیاء اولیاء اور اللہ کے محبوب و مقبول بندے متصف ہوتے ہیں، روح کے تصرفات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

مقبولانِ حق تزکیہ اور پیہم مجاہدے کی بدولت روحانیت کے اس درجے پر فائز ہو جاتے ہیں کہ وہ نفسانی خواہشات اور دنیاوی حاجات سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اسی سبب سے متعدد اولیاء حق اور عرفائے کاملین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چالیس برس تک عشاء کی نماز کے وضو سے نماز فجر ادا کی اور اپنے پہلوؤں کو بستر سے آشنا نہ کیا۔ بعض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عمر بھر صائم الدہر رہے اور کھانے پینے سے بیگانہ، اس سلسلے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں ایک قول نقل کیا جاتا ہے:

ہمیں الشیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور الکنانیؒ نے بتایا، فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ العارف ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح الہرویؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی چالیس سال خدمت کی۔ آپ اس مدت میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے۔ جب وضو ٹوٹتا تو اسی وقت وضو کی تجدید کرتے اور دو رکعتیں ادا کرتے اور عشاء کی نماز ادا کر کے خلوت کدہ میں

اخبرنا الشیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور الکنانیؒ قال: سمعت الشیخ العارف ابا عبداللہ محمد بن ابی الفتح الہرویؒ یقول: خدمت سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانیؒ أربعین سنة، فكان فی مدتها یصلی الصبح بوضو العشاء، وکان اذا أحدث جدد فی وقتہ وضوء وصلی رکعتین، وکان

یصلی العشاء و یدخل خلوتہ  
ولا یدخلها احد معہ ولا ینخرج  
منہا الا عند طلوع الفجر۔  
تشریف لے جاتے۔ آپ کے ہمراہ  
کوئی بھی داخل نہ ہوتا اور آپ طلوع  
فجر کے وقت باہر تشریف لاتے۔

(بجۃ الاسرار: ۸۵)

ان سب خارق العادت افعال کی توجیہ صرف اسی طرح کی جاسکتی ہے کہ ہر  
چند انسان کے زندہ رہنے کے لئے حوائج بشریہ لازم ٹھہرائے گئے۔ تاہم زندگی کی بقا کا  
انحصار روح پر ہے اور جسم کو اپنی حیات پر کلیتاً اختیار حاصل نہیں۔ اگر ایک فریبہ اور  
طاقتور جسم کے اندر نحیف و کمزور روح برقرار رہ سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کمزور و  
لاغر جسم کے اندر توانا اور قوی روح زندہ نہ رہ سکے۔

جوں جوں کوئی بندہ تقرب الی اللہ کا مقام حاصل کرتا ہے اور خدا کی محبت  
اس کے ریشے ریشے میں سما جاتی ہے، اس کی روح کی توانائیاں رفتہ رفتہ سارے جسم پر  
غالب ہو جاتی ہیں، جس کے پر تو سے شبستان روشن ہو جاتے ہیں اور سب تیرگیاں  
کافور ہو جاتی ہیں۔ روح کی لطافت جب درجہ کمال کو پہنچتی ہے تو اس کے جسم کی  
کثافت بھی لطافت میں بدل جاتی ہے۔ اس کی مثال بجلی کے قمقمے کی سی ہے، جس پر  
شیشے کا شفاف (Transparent) خول ہوتا ہے جب اس کے اندر (Philmment)  
میں برقی رو جاری ہوتی ہے تو اس کی روشنی صرف اندر ہی محدود نہیں رہتی، بلکہ وہ  
خول سے باہر کمرے کی فضا کو بھی چاروں طرف روشن کر دیتی ہے۔

یہی حال روح کا ہے، جب وہ خدا کی نورانیت سے بہرہ ور ہو کر منور ہوتی ہے  
تو اس کی تابناکی اسی طرح سب کو فیضیاب کرتی ہے، جس طرح آفتاب کا نور خاکدان  
تیرہ کے ذرے ذرے کو چمکا دیتا ہے۔ روح کی فیض رسانی کا سلسلہ عالم دنیوی تک ہی

محدود نہیں، بلکہ جسم پر موت وارد ہو جانے کے بعد عالم برزخ اور عالم آخرت میں بھی اس کی تجلیاں جاری و ساری رہتی ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جسم کی قید سے آزاد ہونے کے بعد ایک بندہ مومن کی روح اپنے اصل مرجع کی طرف لوٹ جاتی ہے، اور اس کی تابانیاں اور توانائیاں بدرجہا اتم بڑھ جاتی ہیں، اس طرح موت سے جو مذاق زندگی کی تجدید کا نام ہے، روح اپنے اصلی مکان اور گھر کی طرف مراجعت کر جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے؟  
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

## جسم کی قید سے رہائی کے بعد روح کا مقام

عالم ارواح کو خیر باد کہنے کے بعد روح انسانی جسم میں مقید ہو جاتی ہے اور اس زنداں میں زبان حال سے نالہ و فریاد کرتی رہتی ہے کہ جان چھوٹے اور وہ اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ جائے۔ اس کی حالت اس اسیر پرندے کی طرح ہوتی ہے جو پنجرے میں رہائی کے انتظار میں اسیری کی گھڑیاں گن گن کر گزار رہا ہوتا ہے، پھر جب مہلت ختم ہوتی ہے اور ”کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ“ کا اٹل قانون لاگو ہو جاتا ہے تو بندہ مومن کی روح جسم کی قید سے آزاد ہونے کے بعد عالم بالا کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے، جبکہ اس کا جسم امانت کے طور پر سپردِ خاک کر دیا جاتا ہے اور وہ تاقیامت اسی حالت میں عالم برزخ میں رہتا ہے۔ روح پرواز کر کے عالم علیین کی طرف لوٹ جاتی ہے، مگر اس کا تعلق کسی نہ کسی صورت میں جسم کے ساتھ بھی برقرار رہتا ہے۔ اس کی مثال آفتاب جہاں تاب کی طرح ہے جو کروڑوں میل کی مسافت سے پردہ خاک میں پنہاں پودے کے بیج کو اپنی حرارت سے نمو بخشتا ہے اور اس کی قوت نامیہ کو جلا بخش کر

آل عمران، ۳: ۱۸۵ (ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔)

پودے کو تناور شجر بننے میں مدد دیتا ہے۔ جس طرح سورج کی شعاعیں روئیدگانِ خاک کو نشوونما عطا کرتی ہیں، بعینہ روح اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ قبر میں پڑے ہوئے مومن کے جسم کو تروتازہ رکھتی ہے۔ یہ روح کا کرشمہ ہی ہے کہ انبیاء اور شہداء کے اجسام ان کی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام کا جسم زمین پر حرام کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے مزارات میں اپنے جسموں کے ساتھ زندہ اور مشغولِ عبادت رہتے ہیں، جیسا کہ حدیث مبارکہ سے واضح ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائیں۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

(سنن ابن ماجہ: ۷۷، کتاب اقامۃ الصلاة والنسۃ فیہا، باب فی فضل الجمعہ، رقم حدیث: ۱۰۸۵)

## تزکیہ روح کے لئے روزہ بہترین عمل

روح اور باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے مزکی اور مصفا کرنے کے لئے روزے سے بہتر اور کوئی عمل نہیں۔ یہی سبب تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اس عبادت سے اتنا شغف تھا کہ آپ ﷺ اکثر روزے سے رہتے اور صیام وصال یعنی پے درپے بغیر افطار کئے روزے رکھتے۔ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع میں بعض صحابہ کرام نے بھی صیام وصال رکھنے شروع کئے تو کمزوری سے ان کے چہرے پیلے پڑنے لگے اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ چلتے چلتے گر پڑتے۔ حضور ﷺ کو معاملہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے ایسا کرنے کا سبب دریافت فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ

ہم آپ کی اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میرا حال تو یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے، جیسا کہ احادیث نبوی کے الفاظ سے ظاہر ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل اور پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک مسلمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آقائے دو جہاں نے ارشاد فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں تو رات اس حالت میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

ان ابا ہریرۃ، قال: نہی رسول اللہ ﷺ عن الوصال فی الصوم؛ فقال: لہ رجل من المسلمین إنک توصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی وانی أبت ربی یطعمنی و یسقینی۔

۱۔ (صحیح البخاری، ۱: ۲۶۳، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۸۶۰۔)

۲۔ (صحیح مسلم، ۱: ۳۵۲، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۱۱۰۴۔)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض اعمال خصوصی پیغمبرانہ امتیاز کے حامل ہیں اور وہ امت کے لئے قابل تقلید نہیں ہیں۔ بحیثیت شارع اسلام آپ ﷺ نے امت کو میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر چلنے کی تلقین فرمائی۔

اس ساری بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ تزکیہ روح اور تصفیہ باطن کا موثر ترین ذریعہ روزہ ہی ہے، جس سے محبوب حقیقی کا قرب و وصال نصیب ہوتا ہے اور بندہ ان کیفیات و لذات سے آشنا ہوتا ہے، جن کے مقابلے میں دنیا و مافیہا کی کوئی

شے پر گاہ کے برابر نہیں۔

## فقروفاقہ کی بنا پر اصحاب صفہ کا مقام

آنحضور ﷺ کے روحانی تربیت یافتگان میں ان اصحاب کو امتیازی مقام حاصل ہے، جنہیں ان کے زہد و ورع، تقویٰ و عبادت اور امور دینیہ میں خصوصی شغف کی بنا پر اصحاب صفہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یوں تو آقائے نامدار ﷺ کی حیات طیبہ سے اختیاری فقر کا رنگ جھلکتا تھا اور خانہ نبوت میں کئی کئی دن چولہا روشن نہیں ہوتا تھا اور محض کھجوروں اور سادہ پانی پر بسر اوقات ہوتی تھی، لیکن فقر مصطفوی ﷺ کی نمایاں چھاپ خصوصیات کے ساتھ اصحاب صفہ کی زندگیوں پر نظر آتی تھی۔ روایت میں ہے کہ مسلسل فاقوں کی وجہ سے بعض اوقات وہ اتنے لاغر اور کمزور ہو جاتے کہ باہر سے آنے والے اعرابی ان کی ہیبت کدائی دیکھ کر لا علمی کی بنا پر ان کا تمسخر اڑانے لگتے اور انہیں دیوانہ و فاجر العقل سمجھتے۔ حضور ﷺ نے ان بے خبروں سے مخاطب ہو کر خندہ استہزاء کا نشانہ بننے والے فاقہ مست اصحاب کی شان میں یوں ارشاد فرمایا:

لو تعلمون ما لكم عند الله  
لاحببتم ان تزادوا فاقه و  
حاجتکم  
اگر تمہیں علم ہو جائے کہ اللہ کے ہاں  
تمہارا کیا مقام ہے تو تم فاقہ و حاجت  
میں زیادتی پسند کرو۔

(جامع الترمذی ۵۹:۲ کتاب الزهد باب

معشیت اصحاب النبی رقم حدیث: ۲۳۶۵)

روزے سے فقر وفاقہ کی جو شان استغناء پیدا ہوتی ہے، وہ تو نگری سے کہیں  
اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔



## اضطراری و اختیاری فقر میں فرق

مردانِ باصفا اور اہل طریقت کو خالی شکم رہنا بڑا اچھا لگتا ہے، لیکن یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ ان کا یہ فقر اضطراری نہیں بلکہ اختیاری یعنی خود اختیار کردہ ہوتا ہے۔ شانِ فقر یہ ہے کہ دنیاوی مال و اسباب پر رسائی ہوتے ہوئے اس سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ اس ضمن میں ابن عساکر نے حضرت امام حسنؑ کے بارے میں ایک روایت بیان کی ہے آپ لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت امام حسنؑ کے گھر میں کئی دن سے فقر و فاقہ کی کیفیت تھی۔ آپ کی ایک خادمہ سے یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ اس کے پاس سونے کی ایک ڈلی تھی۔ وہ لے کر حضرت امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ اسے قبول فرمائیے اور اس سے اہل بیت کی خورد و نوش کی ضرورت کو پورا کیجئے۔ یہ سن کر حضرت امام حسنؑ نے زور سے پاؤں زمین پر مارا تو گھر میں موجود ہر چیز سونے کی دکھائی دینے لگی۔ آپ نے خادمہ سے کہا کہ اگر تو سمجھتی ہے کہ ہمارا فقر و فاقہ اضطراری ہے تو یہ تیری نادانی ہے۔ اگر ہم چاہیں تو دنیا کا مال و متاع ہمارے قدموں میں ڈھیر ہو جائے، لیکن اے بے خبر! دنیا کی ہر چیز ہمارے نزدیک پرکاش کی اہمیت نہیں رکھتی کہ ہمیں اپنے نانا جان ﷺ کی سنت بہر حال عزیز ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تزکیہ نفس صرف فقر اختیاری کے ذریعے ہی ممکن ہے اور اس کے روحانی اثرات بندہ مومن پر انتہائی دور رس ہوتے ہیں۔

باب پنجم

# روزہ کی اقسام

(طبقاتِ انسانی کے حوالے سے)

معاشی حیثیت اور سماجی مقام کے اعتبار سے معاشرے میں انسان چار طبقوں میں منقسم ہیں، جن کی ترتیب درج ذیل ہے:

پہلا طبقہ: عام انسانوں کا ہے جسے عرف عام میں عوام الناس کہا جاتا ہے۔

دوسرا طبقہ: عام لوگوں میں ان کا ہے جو خاص مرتبہ اور حیثیت کے مالک ہیں انہیں خواص العام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ: ان لوگوں کا ہے جو خاص لوگوں میں امتیازی اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں انہیں خواص الخواص سے موسوم کیا جاتا ہے۔

چوتھا طبقہ: یہ طبقہ ان اشخاص پر مشتمل ہے جو خواص میں بھی منتخب اور برگزیدہ ہوتے ہیں انہیں انحص الخواص کا نام دیا جاتا ہے۔

جس طرح معاشرتی سطح پر عام انسانی زندگی میں متذکرہ بالا چار گروہ اور طبقات پائے جاتے ہیں اسی طرح دینی اور روحانی مدارج اور مقامات کے لحاظ سے روزہ بھی اپنی نوعیت میں چار قسموں پر مشتمل ہے، ان کا ذکر فرداً فرداً ذیل میں آ رہا ہے۔

### ۱۔ عوام کا روزہ

وہ لوگ جو محض رسماً روزہ رکھتے ہیں اور ان کا روزہ سحری و افطاری تک محدود ہوتا ہے، جبکہ روزے کے آداب و شرائط کا مطلقاً لحاظ نہیں رکھتے۔ چنانچہ اکثر و

بیشتر حسب ارشاد حضور ﷺ سوائے بھوکے پیاسے رہنے کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ وہ لوگ جو روزہ رکھ کر احکام خداوندی کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جھوٹ، غیبت، دھوکہ، فریب دہی اور دیگر افعال قبیحہ کے ارتکاب کو اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں، وہ روزے کے فیوض و برکات سے محروم رہتے ہیں اور نتیجہ خیزی کے اعتبار سے ان کا عمل صلوٰۃ و صیام بے روح ہوتا ہے۔ ایسا روزہ افراد ملت پر مثبت اور نفع بخش اثرات مرتب نہیں کر سکتا۔

## ۲- خواص العام کا روزہ

یہ ان لوگوں کا روزہ ہے، جو احکام خداوندی کی پاسداری کرتے ہیں اور حتیٰ الوسع کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے اپنا دامن بچائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ روزے سے ان کی سیرت و کردار میں تقویٰ کا جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور ان کی زندگیاں ”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ کے فرمان ایزدی کی عملی تفسیر بن جاتی ہیں۔ تقویٰ کی بدولت ان کے شب و روز انقلاب آشنا ہو جاتے ہیں اور وہ ہر معاملے میں حرام و حلال کی تمیز کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔ ایسا روزہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان کے اور عذاب دوزخ کے درمیان ڈھال بن جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے اس شخص کو بد بخت قرار دیا، جس نے ماہِ صیام کو پایا لیکن اپنے لئے عذاب دوزخ سے رہائی کا سامان نہ کیا۔ یوں تو پورے کا پورا رمضان المبارک فضائل و برکات اور انعامات و نوازشات کا مہینہ ہے، لیکن بالخصوص اس کے پہلے عشرے کو عشرہ رحمت، دوسرے عشرے کو عشرہ مغفرت اور تیسرے عشرے کو نار دوزخ سے رہائی کا عشرہ قرار دیا گیا ہے۔

اس ماہ مبارک میں رحمتِ خداوندی اپنے بندوں کو بار بار پکارتی ہے، اور

جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں، سیاہ کاریوں اور فسق و فجور سے توبہ کر کے اس کی بارگاہِ بے کس پناہ میں جھک جائیں۔ اس کی شانِ کریمی اپنے گناہ گار بندوں کو اپنے دامنِ عفو و رحمت میں ڈھانپنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔

رمضان المبارک کی یہ ساعتیں اپنے دامن میں برکتوں اور سعادتوں کا اتنا بڑا خزانہ لئے ہوئے ہیں کہ وہ شخص جو ان سے بہرہ یاب نہیں ہوتا، اسے سوائے بد بخت اور حرمانِ نصیب کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

### ۳۔ خواص الخاص کا روزہ

خواص الخاص کا شمار ان لوگوں میں ہے، جن کی زندگیوں میں نہ صرف تقویٰ کے رنگ میں یکسر رنگی ہوتی ہیں، بلکہ وہ اس پر مستزاد نفس کی ساری خواہشوں کو پامال کر دیتے ہیں۔ یہ عرفائے کاملین اور اولیائے عظام کا روزہ ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ سے کسی نے ان کے روزے کے مقام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ”روزہ مجاہدہ ہے۔“ پوچھا گیا کہ مجاہدہ کیا ہے؟ تو فرمانے لگے:

مجاہدہ یہ ہے کہ نفس جس چیز کی خواہش کرے اسے بیس سال تک پورا نہ کیا جائے اور پھر اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”مجاہدہ ایس است کہ ہر چہ نفس آرزو کند تا بیست سال آں آرزو بدو نرساند  
(تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا: ۳۷-۳۸)

جس مجاہدے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میرے نزدیک سوائے ابتدائی مرحلے کے اور کچھ اہمیت نہیں رکھتا ورنہ مردانِ خدا تو ستر سال تک نفس کو خواب اور آب و طعام کے نزدیک نہیں پھٹکنے دیتے۔

قرآن مجید نے ایسے لوگوں کے اس مقام کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ  
الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ

اور اپنے نفس کو (ہر بری) خواہش  
سے روکا ہو گا تو یقیناً جنت ہی اس کا  
ٹھکانا ہو گا ۝

(النازعات ۷۹: ۷۱-۷۰)

سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ایک صالح نوجوان کا واقعہ امام بیہقیؒ نے یوں نقل فرمایا ہے:

سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ایک صالح  
نوجوان تھا جو ہر وقت عبادت میں  
مشغول رہتا تھا۔ اسے ایک لڑکی سے  
عشق ہو گیا۔ وہ تنہائی میں اسے ملا اور  
اس سے گفتگو کی اس پر اچانک خوف  
خدا سے جسم پر کپکپی طاری ہونے  
کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔ اس کا چچا  
اسے اٹھا کر گھر لے گیا۔ ہوش میں  
آتے ہی اس نے حضرت عمرؓ کے پاس  
لیجانے کا تقاضا کیا اور کہا کہ انہیں  
میرا سلام کہیں اور ان سے پوچھیں  
کہ جو آدمی رب سے ڈر جاتا ہے اس  
کی کیا جزا ہے۔ اس کا چچا اسے حضرت  
عمرؓ کے پاس لے گیا اور انہیں ساری

کان شاب علی عهد عمر بن  
الخطابؓ یلازم المسجد  
والعبادة، معشقة جاریة، فاتته  
فی خلوة، فکلمته، فحدث  
نفسه بذلك فشہق فغشی  
علیه، فجاء عم له، فحملہ الی  
بیتہ، فلما أفاق قال: یا عم  
انطلق الی عمرؓ فأقرنه منی  
السلام، و قل له ما جزأ من  
خاف مقام ربہ؟ فانطلق عمہ  
فأخبر عمرؓ، وقد شہق الفتی  
شہقة أخرى، فمات منها  
فوقف علیہ عمرؓ فقال: لك

جنتان، لك جنتان۔

بات بتائی۔ نوجوان کو دوبارہ کپکپی

(شعب الایمان، ۱: ۴۶۸، رقم حدیث: ۷۳۶)

طاری ہوئی اور اس نے چیخ ماری اور وہ

فوت ہو گیا۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس

کھڑے ہوئے اور دو مرتبہ یہ کہا کہ

تیرے لئے دو جنتیں ہیں۔

تفسیر میں بیان کیا جاتا ہے کہ آیت مبارکہ ول من خاف مقام ربہ جنتان

کاشان تزل بھی یہی واقعہ ہے۔

## ۴۔۱ خصائص الخواص کا روزہ

یہ روزے کی آخری منزل ہے، جو ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہیں مقام

مشاہدہ پر متمکن کیا گیا ہے۔ مقام مشاہدہ پر اللہ کا خاص بندہ سوائے ذات خداوندی کے

ہر شے کو بھول جاتا ہے اور اس کی طلب و آرزو کا محور اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ

اور کچھ نہیں رہتا۔

شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کے احوال میں منقول ہے کہ وہ حرم کعبہ کے اندر

ایک دفعہ حالت مراقبہ میں تھے کہ حضرت خضرؑ انہیں ملنے تشریف لائے، لیکن شیخ پر

اس قدر یک گونہ و استغراق کا غلبہ تھا کہ حضرت خضرؑ کی طرف ذرہ توجہ نہ کی اور

بدستور مشاہدہ حق میں محو رہے۔ چنانچہ حضرت خضرؑ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد چلے

گئے۔ حضرت کے بھتیجے نے جو خود بھی عارف باللہ تھے، شیخ سے مراقبہ کے بعد عرض

کیا: چچا جان خواجہ خضرؑ کافی دیر تک آپ کے لئے کھڑے رہے، لیکن آپ نے نگاہ اٹھا

کر بھی نہیں دیکھا اور وہ واپس چلے گئے۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

بیٹا جان لے کہ اگر خواجہ خضرؑ واپس

”بداں کہ اگر خضرؑ باز رفت باز

چلے گئے تو وہ دوبارہ آجائیں گے، لیکن

خواہد آمد اماں وقت کہ باحق

وقت کا وہ لمحہ جس میں مشاہدہ حق میں مشغول تھا، اگر فوت ہو جاتا تو میں وہ کہاں پاتا اور اس کی ندامت قیامت تک مجھے رہتی۔

مشغول ہوں اگر فوت شدے از کجا یافتم و ندامت آن تا قیامت باندے۔“  
(تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا: ۳۷-۳۸)

حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے:

چالیس سال سے بہشت کو میرے سامنے پوری آرائش کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، لیکن میں رغبت سے ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالتا اور تیس سال سے میں اپنا دل کھوپچکا ہوں اور نہیں چاہتا کہ دوبارہ مجھے واپس مل جائے۔

”چهل سال است کہ بہشت باں آراستگی و بر من عرضه می کنند و من بچشم رغبت بوی نگاہی نمی کنم و سی سال است کہ دل خود را گم کرده ام و نخواسته ام کہ بسن باز و ہند“

(تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا: ۳۷-۳۸)

یہ مقامات ان لوگوں کے نفوس کے ہیں، جنہیں مجاہدے کی بناء پر مشاہدہ ذات حق اور دیدار مصطفوی ﷺ کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا گیا اور ان کے حصول میں روزے کا کافی عمل دخل ہے۔



باب ششم

رمضان المبارک میں  
معمولاتِ نبوی ﷺ

رمضان المبارک کے ماہِ سعید میں حضور نبی کریم ﷺ کے معمولاتِ عبادت و ریاضت میں عام دنوں کی نسبت کافی اضافہ ہو جاتا۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت اپنے عروج پر ہوتی۔ اسی شوق اور محبت میں آپ ﷺ راتوں کے قیام کو بھی بڑھا دیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے انہیں معمولات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ پر عمل کر کے اس مہینے کی برکتوں اور سعادتوں کو لوٹ سکیں۔

### معمولاتِ مصطفویٰ ﷺ کا اجمالی جائزہ

اجمالی طور پر حضور اکرم ﷺ کے معمولاتِ رمضان المبارک کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ صیامِ رمضان: اس سے مراد ماہِ رمضان کے دوران اپنے اوپر روزوں کی پابندی کو لازم ٹھہرا لینا ہے۔

۲۔ قیامِ رمضان: رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح، تسبیح و تہلیل اور کثرت سے ذکر و فکر میں مشغول رہنا۔

۳۔ ختمِ قرآن: دورانِ ماہِ رمضان المبارک مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا معمول۔

۴۔ اعتکاف: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ایام بہ نیت اعتکاف مسجد میں بیٹھنا۔

۵۔ نماز تہجد: سال کے بقیہ مہینوں کی نسبت رمضان المبارک میں نماز تہجد کی ادائیگی میں زیادہ انہماک اور ذوق و شوق کا مظاہرہ۔

۶۔ صدقہ و خیرات: حضور نبی کریم ﷺ اس مہینے میں عام مہینوں کی نسبت صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کیا کرتے تھے۔

### ۱۔ صیام رمضان اور معمولات نبوی ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک سے اتنی زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے کہ اس کے پانے کی دعا اکثر کیا کرتے تھے۔ اور رمضان المبارک کا اہتمام ماہ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت کے ساتھ ہو جاتا تھا۔

### ۱۔ حضور ﷺ کا دعا فرمانا

حضور نبی کریم ﷺ ماہ رجب کے آغاز کے ساتھ ہی یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

عن انس بن مالك قال: كان رسول الله ﷺ اذا دخل رجب قال: اللهم بارك لنا في رجب و شعبان و بلغنا رمضان۔  
المعجم الاوسط ۴: ۵۵۸ رقم حدیث: ۳۹۵۱  
۲ (مسند احمد بن حنبل ۱: ۲۵۹)

## ii- رمضان المبارک کا چاند دیکھنے پر خصوصی دعا

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر خصوصی دعا فرمایا کرتے

تھے:

جب حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کا چاند دیکھتے تو فرماتے: یہ چاند خیر و برکت کا ہے، یہ چاند خیر و برکت کا ہے۔ میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا۔

کان اذا رای هلال رمضان قال: هلال رشد و خیر، هلال رشد و خیر امنت بالذی خلقت۔

۱- مصنف ابن ابی شیبہ، ۱۰: ۲۰۰، رقم حدیث: ۹۷۹۸۔

۲- (المجم الاوسط، ۱: ۲۱۲، رقم حدیث: ۳۱۳)۔

## iii- رمضان المبارک کو خوش آمدید کہنا

حضور نبی کریم ﷺ اس مبارک مہینے کو خوش آمدید کہہ کر اس کا استقبال

کرتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سوالیہ انداز کے ذریعے صحابہ کرام سے رمضان

المبارک کے استقبال کے بارے میں پوچھ کر اس مہینے کی برکت کو مزید واضح کیا۔

جب رمضان المبارک ک مہینہ آتا تو حضور ﷺ صحابہ کرام سے دریافت کرتے

تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور تمہارا

ما تستقبلون؟ ماذا یستقبلکم؟

کون استقبال کر رہا ہے۔ (یہ الفاظ آپ

(ثلاث مرات)

نے تین دفعہ فرمائے)

(الترغیب والترہیب، ۲: ۱۰۵)

اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی وحی اترنے والی ہے یا کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله يغفر في اول ليلة من شهر رمضان اهل لكل هذه القبلة۔  
تم رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب ۲: ۱۰۵)

## iv- رمضان اور شعبان میں روزوں کا اتصال

حضور نبی کریم ﷺ ماہ شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے رکھ کر ماہ رمضان کی تیاری اور استقبال کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: حضور نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ صرف ماہ شعبان میں ہی کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔

عن عائشة قالت: كان أكثر صيامه سوى رمضان في شعبان۔  
۱- (سنن النسائي ۱: ۳۰۶، كتاب الصيام، رقم حدیث: ۲۱۷۹)  
۲- (المعجم الاوسط ۲: ۳۶۰، رقم حدیث: ۱۷۹۳)  
۳- (المعجم الاوسط ۹: ۱۱۰، رقم حدیث: ۸۲۲۸)  
۴- (مجمع الزوائد ۳: ۱۹۲)

اکثر اوقات حضور نبی کریم ﷺ شعبان کے روزوں کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان کے

عن عائشة و ام سلمة رضي الله عنهما قالتا: ما كان النبي ﷺ يصوم شهرا

علاوہ صرف شعبان میں ہی پورے  
ماہ کے روزے رکھا کرتے تھے، اس  
لئے کہ یہ رمضان کے ساتھ متصل  
ہے۔

سوی رمضان الاشعبان فانه كان  
يصله برمضان۔  
(المعجم الكبير ۲۳: ۲۵۶ رقم حدیث:  
۵۲۷-۵۲۹)

امام احمد بن حنبلؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس عمل کو ان الفاظ کے  
ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور  
نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ  
صرف شعبان میں ہی پورے ماہ  
کے روزے رکھا کرتے تھے اس لئے  
کہ یہ رمضان کے ساتھ متصل ہے۔

عن ام سلمة قالت: ما رایت  
رسول اللہ ﷺ يصوم شهرين  
متتابعين الا انه كان يصل شعبان  
برمضان۔  
۱۔ (سنن النسائي ۱: ۳۰۵، ۳۰۶ کتاب  
الصوم رقم حدیث: ۲۱۷۵)  
۲۔ (مسند احمد بن حنبل ۶: ۳۰۰)

## ۷۔ روزے میں سحری و افطاری کا معمول:

رمضان المبارک میں پابندی کے ساتھ سحری و افطاری بے شمار فوائد اور  
فیوض و برکات کی حامل ہے۔ حضور ﷺ بالالتزام روزے کا آغاز سحری کے کھانے  
سے فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن انس قال قال رسول  
اللہ ﷺ تسحروا فان في  
السحور بركة۔  
حضرت انس بن مالکؓ سے مروی  
ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا  
کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(صحیح البخاری ۱: ۲۵۷ کتاب الصوم باب بركة السحور من غير ايجاب رقم حدیث: ۱۸۲۳)

ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے اہل کتاب اور مسلمانوں کے روزے کے درمیان فرق کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فصل ما بین صیامنا و صیام  
 اهل الكتب اكلة السحر۔  
 حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن  
 العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل  
 کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا  
 فرق ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی سعید الخدری قال قال:  
 رسول اللہ ﷺ السحور کله  
 بركة فلا تدعوه۔  
 سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ  
 کیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل، ۳: ۱۲)

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ سحری کرنے والے پر اللہ کی رحمتیں ہوتی  
 ہیں۔

فان الله و ملائکته یصلون علی  
 المستسحرین۔  
 اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری  
 کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل  
 کرتے ہیں۔  
 (مسند احمد بن حنبل، ۳: ۱۲)

روزے میں سحری کو بلاشبہ بہت اہم مقام حاصل ہے۔ روحانی فیوض و  
 برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ حضور ﷺ  
 نے امت کو تلقین فرمائی ہے کہ سحری ضرور کھایا کرو، خواہ وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں

نہ ہو۔ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ سحری آخری وقت میں تناول فرمایا کرتے تھے۔ گویا سحری کا آخری لمحات میں کھانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

## برکت سے کیا مراد ہے؟

برکت سے مراد اجر عظیم ہے کیونکہ اس سے ایک تو سنت ادا ہوتی ہے اور دوسرا روزہ کے لئے قوت و طاقت مہیا ہوتی ہے۔

علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں برکت سے مراد دوسرے دن کے روزے کی قوت حاصل کرنا ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی اس فائدے کا ذکر ملتا ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول  
اللہ ﷺ: استعینوا بطعام السحر  
على صيام النهار و بقیولة  
النهار على قیام اللیل۔  
دن کو قیلولہ کر کے رات کی نماز کے  
لئے مدد حاصل کرو اور سحری کھا کر  
دن کے روزے کی قوت حاصل  
کرو۔

(سنن ابن ماجہ ۱۲۳۳ کتاب الصیام، باب ماجاء فی السحور، رقم حدیث: ۱۶۹۳)

برکت سے مراد ثواب و اجر کی زیادتی ہے، کیونکہ سحری کھانا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

امام نوویؒ سحری میں برکت کے فوائد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

و اما البركة التي فيه فظاهرة  
لانه يقوى على الصيام و ينشط  
له و تحصل بسببه الرغبة في  
الازدياد من الصيام۔  
سحری میں برکت کی وجوہات ظاہر  
ہیں جیسا کہ یہ روزے کو تقویت  
دیتی ہے اور اسے مضبوط کرتی ہے۔  
اس کی وجہ سے روزے میں زیادہ کام



کرنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق رات کو جاگنے کے ساتھ ہے اور یہ وقت ذکر اور دعا کا ہوتا ہے جس میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور دعا اور استغفار کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

و قيل لانه يتضمن الاستيقاظ والذكر و الدعاء في ذلك الوقت الشريف و وقت تنزل الرحمة و قبول الدعاء و الاستغفار۔

(شرح نووی، ۲۰۶: ۴)

سحری کرنے میں تاخیر اور افطاری کرنے میں جلدی آنحضور ﷺ کا زندگی بھر معمول رہا۔ جس کے راوی حضرت سہل بن سعد ہیں وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔

قال رسول الله ﷺ لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر۔  
۱۔ (صحیح مسلم، ۱: ۳۵۰، کتاب الصیام، باب فضل السحور، رقم حدیث: ۱۰۹۸۔)  
۲۔ (جامع الترمذی، ۱: ۸۸، کتاب الصوم، باب ما جاء في تعجيل الافطار، رقم حدیث: ۷۰۰)

اسی طرح دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اپنی ضرورت پوری کئے بغیر اسے نہ رکھے۔

اذا سمع النداء احدكم والالاء على يده فلا يضعه حتى يقضى حاجته منه۔

(سنن ابی داؤد، ۱: ۳۲۸، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۲۳۵۰)

حدیث قدسی ہے کہ: **قال الله تعالى احب عبادی الی اعجلهم فطراً۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے پیارے وہ ہیں جو افطار میں جلدی

(جامع الترمذی، ۱: ۸۸، کتاب الصوم، کریں۔

باب ما جاء فی تعجیل الافطار، رقم

حدیث: ۷۰۰)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس امت کے لوگوں میں یہ دونوں باتیں (یعنی افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا) رہیں گی تو اس وقت تک سنت کی پابندی کے باعث اور حدود شرع کی نگرانی کی وجہ سے خیریت اور بھلائی پر قائم رہیں گے۔

## vi۔ سحری میں تاخیر

حضور نبی کریم ﷺ سحری تناول فرمانے میں تاخیر کرتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ امرنا ان تعجل افطارنا

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے

نوخر سحورنا۔

روزہ جلدی افطار کرنے اور سحری

(السنن الکبریٰ، ۳: ۲۳۸)

میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ: لا تزال امتی

حضرت سهل بن سعد فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت

علی سنتی ما لم تنتظر یفطرھا  
 میری سنت پر اس وقت تک برابر  
 النجوم۔  
 قائم رہے گی جب تک کہ وہ روزہ  
 (موارد النظمآن: ۸۹۱)  
 افطار کرنے کے لئے ستاروں کا  
 انتظار نہ کرنے لگے گی۔

آپ ﷺ کا یہ عمل یہودیوں کے برعکس تھا جن کے ہاں سحری کرنے کا  
 کوئی تصور نہیں تھا اور وہ افطاری کرنے کے معاملے میں آسمان پر ستاروں کے طلوع  
 ہونے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ کا معمول  
 بھی یہی تھا کہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی افطاری سے فارغ ہو جاتے تھے۔

حضرت ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ سحری کھانے کی برکت کئی طرح سے  
 حاصل ہوتی ہے، مثلاً اتباع سنت، یہود و نصاریٰ کی مخالفت، عبادت پر قوت حاصل کرنا،  
 آمادگی عمل کی زیادتی، بھوک کے باعث جو بدخلقی پیدا ہوتی ہے، اسکی مدافعت سحری میں  
 کئی حقدارو اور محتاجوں کو شریک کر لینا، جو اس وقت میسر آ جاتے ہیں۔

علامہ ابن دین العید فرماتے ہیں کہ روزے کا مقصد چونکہ پیٹ اور شرم گاہ  
 کی خواہشات کو توڑنا اور درجہ اعتدال میں لانا ہے۔ لیکن اگر آدمی اتنا کھا جائے کہ  
 جس سے روزے کے مقاصد پورے نہ ہوں، بلکہ ختم ہی ہو کر رہ جائیں۔ اور یہ روزہ  
 کی روح کے خلاف ہے۔ جبکہ عیش پسند لوگ ایسا کرتے ہیں کہ دن بھر کی کسر شام کو  
 اور رات بھر کی کسر سحری کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## vii۔ حضور ﷺ کس چیز سے روزہ افطار فرماتے تھے

حضور ﷺ اکثر اوقات کھجوروں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ اگر وہ  
 میسر نہ ہوتیں تو پانی سے افطار فرمالتے تھے۔ حضرت سلیمان بن عامر سے روایت ہے

کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا افطراحدکم فلیفطر علی  
تمر فانہ برکۃ فان لم یجد  
فلیفطر علی ماء فانہ طہور۔

جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے  
تو اسے چاہیے کہ کھجور سے کرے  
کیونکہ اس میں برکت ہے اگر کھجور

(جامع الترمذی: ۸۳، کتاب الزکوٰۃ)  
رقم حدیث: ۶۵۸)

میسر نہ ہو تو پانی سے کیونکہ پانی پاک  
ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کو بہترین سحری قرار دیا:

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول  
اللہ ﷺ: نعم سحور المؤمن  
التمر۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ  
حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی  
بہترین سحری کھجور ہے۔

۱۔ (سنن ابی داؤد: ۳۲، کتاب الصوم، باب

من کی السحور الغداء، رقم حدیث: ۲۳۴۵)

ہمارے ہاں اکثر و بیشتر افطاری کے وقت عجیب مضحکہ خیز صورت نظر آتی  
ہے۔ یہ ہماری مجلسی زندگی کا خاصہ ہے، جو اِلا ماشاء اللہ افراتفری، بد نظمی اور ذہنی  
انتشار کی آئینہ دار ہے۔ اس کی ایک جھلک افطاری کے وقت بھی نظر آتی ہے۔ ادھر  
مغرب کی اذان بلند ہوئی، اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامہ شروع ہو گیا اور افطاری کے  
لئے بھاگم دوڑ مچ گئی۔ کوئی جلدی سے کھانے کی طرف لپک رہا ہے اور کلی کر کے مسجد  
کی طرف بھاگ رہا ہے۔ موذن کے اذان سے فارغ ہونے کے فوراً بعد مغرب کی نماز  
کھڑکی ہو گئی۔ اس افراتفری میں افطاری کرنے والوں میں سے کسی کو دوسری اور کسی کو  
آخری رکعت میں جماعت ملی۔ بد نظمی اور عدم توازن پر مبنی یہ صورت حال ہماری کج

فہمی کی پیداوار ہے، ہم اپنی لاعلمی کی بنا پر نماز مغرب میں غیر ضروری عجلت کو روا گردانتے ہیں، حالانکہ نماز کا وقت اتنا تنگ بھی نہیں، جتنا ہم سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دس پندرہ منٹ افطاری کے لئے دیں اور پھر اطمینان اور یکسوئی سے نماز مغرب باجماعت ادا کریں۔ اتنا وقفہ کرنے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ فقہی اعتبار سے نماز مغرب کا وقت گرما و سرما کے موسموں کے تفاوت کے پیش نظر سوا گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک رہتا ہے۔ یہ اس کی آخری حد ہے اور اس کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، لہذا مناسب اور احسن بات یہی ہے کہ چند منٹوں کے توقف کے بعد نماز مغرب کی جماعت کا اہتمام کیا جائے، تاکہ سب مسلمان آسانی سے شامل جماعت ہو سکیں۔

### بھوک کی حالت میں طعام کو نماز پر فوقیت دینا

اسلام ایک سہل العمل دین ہے، جس میں ہر کس و ناکس کے لئے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں، لیکن ایک ہم ہیں کہ اپنی کم فہمی اور نادانی کے باعث شریعت کی عطا کردہ سہولتوں سے استفادہ نہیں کرتے اور خواہ مخواہ مشقت اٹھاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے امت کو نماز کے معاملے میں یہاں تک آسانی فرمادی کہ اگر ایک طرف بھوک لگی ہو اور کھانے کے لئے دسترخوان بچھ گیا ہو اور دوسری طرف نماز کا وقت آن پہنچا ہو تو ایسی صورت میں کھانا کھانے کو ترجیح دی جائے اور تناول ما حضر کے بعد نماز ادا کی جائے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ بھوک کی حالت میں نماز میں وہ یکسوئی، انہماک، خشوع و خضوع اور طہانیتِ قلب نصیب نہیں ہو سکتی، جس کا حصول نماز کے باطنی آداب کا تقاضا ہے۔ ایسی نماز جس میں آپ بھوک کی شدت سے بے قرار ہوں اور دھیان بار بار دسترخوان کی طرف جارہا ہو، ان کیفیات لذت و سرور سے کب آشنا ہو سکتی ہے، جو خدا کی بارگاہِ صمدیت میں محویت اور حضور کی قلب کا موجب ہیں۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ انسان پر شیطان ہمیشہ پیٹ کے راستے حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ حصولِ رزق کی کوششوں میں پریشانی سے فائدہ اٹھا کر اسے حرام کی طرف راغب کر دیتا ہے اور بھوک کے ہتھیار سے اسے شکار کر لیتا ہے۔ گویا رزق حرام کی راہ شیطان کی آماجگاہ ہوتی ہے لہذا فکرِ معاش اور روزگار کی پریشانیوں سے نجات پا کر ہی عبادت کا حقیقی لطف اور کیف و سرور نصیب ہوتا ہے۔

## بہترین عمل ..... عملِ مداومت

اسلام اعتدال اور توازن کی راہ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے اور وہ معاملات و عبادات میں افراط و تفریط کی روش اختیار کرنے کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھتا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو اسی راہ پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک دفعہ چند صحابہؓ جن میں حضرت عبداللہ بن عمرو بھی تھے، صائم الدہر اور قائم النیل رہنے پر متفق ہو گئے۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرو کو طلب فرمایا جو مکالمہ ہوا وہ انہی صحابی سے مروی حدیث پاک میں ملاحظہ فرمائیے:

قال لی رسول اللہ ﷺ یا	رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور
عبداللہ ألم أخبر انک تصوم	فرمایا: اے عبداللہ مجھے پتہ چلا ہے کہ
الدہر و تقوم اللیل فقلت بلی یا	تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام
نبی اللہ ﷺ قال فلا تفعلن نم	کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا
وقم و صم و افطر فان لجسدک	رسول اللہ ﷺ (ایسا ہی ہے)۔ آپ
علیک حقاً و ان لعینک علیک	نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو روزہ بھی رکھو
حقاً و لضعفک علیک حقاً و ان	راؤز افطار بھی کرو (رات کو) قیام بھی
لنوزک علیک حقاً لاصام من	کرو اور سوؤ بھی اس لئے کہ تمہارے

بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری  
آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری  
بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے  
مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے، جس نے  
ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے (کوئی) روزہ  
نہیں رکھا ہر ماہ کے تین روزے ہمیشہ  
کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں، اسلئے  
بہتر ہے کہ تم ہر ماہ میں تین روزے  
رکھو۔

صام الدھر، صوم ثلاثة ايام من  
كل شهر صوم الدھر كله، صم  
كل شهر ثلاثة ايام۔  
(صحیح مسلم، ۱: ۳۶۵، کتاب الصيام، باب  
النہی عن صوم الدھر، رقم حدیث: ۱۸۲)

ایک اور حدیث مبارکہ جسے حضرت ابن قیسؒ نے اپنے والد ماجد سے  
روایت کیا، اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
ہمیں ایام بیض یعنی چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے رکھنے کی  
تلقین فرمائی اور فرمایا:

من صام من كل شهر ثلاثة ايام  
فذلك الدھر۔  
(جامع الترمذی، ۱: ۳۲، کتاب الصوم،  
رقم حدیث: ۷۶۲)

آنحضرت ﷺ کے یہ حکمت آموز ارشادات عبادت میں میانہ روی اور  
اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کا لب لباب یہ ہے کہ سب سے بہتر اور  
افضل عمل وہ ہے جو خواہ مقدار میں تھوڑا ہی ہو، لیکن اسے پابندی وقت اور محافظت و

مداومت کے ساتھ جاری رکھا جاسکے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے اچھا

عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ

قلیل ہو۔

احب الامر الى الله مادام عليه

صاحبه، و ان قل

(صحیح مسلم ۳۶۵:۱ کتاب الصیام، باب صیام

النبي ﷺ فی غیر رمضان رقم حدیث: ۷۸۲)

اسلام دین فطرت ہونے کے ناطے زندگی کے ہر معاملے میں نظم و ضبط

(Discipline) پابندی وقت (Punctuality) اور باقاعدگی (Regularity) پر

زور دیتا ہے، لیکن ہم نے اپنی کوتاہ نظری سے ان تصورات کو مغرب سے آئی ہوئی چیز

سمجھ رکھا ہے، حالانکہ وہ اسلامی تعلیمات کا جزو لاینفک ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ

ہم اپنے دنیاوی اور دینی معاملات کو انہی تصورات کے سانچے میں ڈھالیں اور افراط و

تفریط سے نجات حاصل کر کے دنیوی و اخروی کامیابیوں اور کامرانیوں سے بہرہ ور

ہوں۔

## ۲۔ معمول قیام رمضان

آنحضرت ﷺ کا دوسرا مبارک معمول رمضان کی راتوں میں تواتر و

کثرت کے ساتھ کھڑے رہنے اور نماز، تسبیح و تہلیل اور ذکر الہی میں محویت سے

عبارت ہے۔ نماز کی اجتماعی صورت جو ہمیں تراویح میں دکھائی دیتی ہے، اسی معمول کا

حصہ تھی۔ حضور ﷺ نے رمضان المبارک میں قیام کرنے کی فضیلت کے باب میں

ارشاد فرمایا:

فمن صامه و قامه ایمانا و جس نے ایمان و احتساب کی نیت سے



احتساباً خرج من ذنوبہ کیوم  
ولدتہ امہ  
(سنن نسائی، ۳۰۸:۱، کتاب الصیام،  
رقم حدیث: ۲۲۰۸)

رمضان کے روزے رکھے اور راتوں  
کو قیام کیا وہ گناہوں سے اس دن کی  
طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن وہ  
بطنِ مادر سے پیدا ہوتے وقت بے گناہ

تھا۔

اس ارشادِ گرامی کی رو سے روزے کے آداب کی بجا آوری اور اس میں  
عبادت اور ذکرِ الہی کے لئے کھڑے رہنے سے انسان کے گناہ بارگاہِ ایزدی کے عفو و  
کرم سے اس طرح مٹا دیئے جاتے ہیں، گویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔  
رات کے قیام کے لئے جو محبوب عمل سنتِ نبوی سے ثابت ہے نماز تراویح ہے، جس  
میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔

## تراویح کی شرعی حیثیت

نماز تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا نصِ حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ

نے نماز تراویح مسجد میں باجماعت اور انفرادی طور پر گھر میں بھی ادا فرمائی۔ اس کا  
باجماعت ادا کرنا سنتِ کفایہ کے ذیل میں آتا ہے۔ بصورتِ دیگر موجودہ نماز تراویح  
خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے، جس نے اجماعِ امت کا درجہ اختیار کر لیا ہے۔

## تراویح کا لغوی مفہوم

تراویح کا لفظ ”ترویجہ“ کی جمع ہے جس کا مادہ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے

مطابق راحت ہے۔ اگر تراویح کو راحت و آرام کے معنوں میں لیا جائے تو اس سے

مراد وہ نماز ہوگی جسے آرام و اطمینان اور سکون سے ادا کیا جائے۔

لفظ تراویح کے ان لغوی معانی پر غور کر کے اگر ہم آج اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں تو ہماری نماز تراویح کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح نظر آئے گی، گویا کوئی دشمن اپنی کمین گاہ سے ہم پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو اور ہم انتہائی عجلت میں نماز تراویح سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھروں کے عافیت کدوں کی طرف نیند کے دامن میں سب دوچار ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ و طیرہ نماز تراویح کے معنوں سے ہرگز موافقت نہیں رکھتا۔

عربی لغت میں تراویح منتهی المجموع ہے جس سے بڑھ کر کوئی جمع نہیں ہوتی اور اس کا واحد ترویجہ ہے، جس سے مراد وہ وقفہ ہے جو چار رکعت ادا کرنے کے بعد تسبیح اور ذکر کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس طرح بیس رکعت تراویح میں چار تروتے ہوتے ہیں۔ اگر بیس رکعت کے بعد وتر کی نماز سے پہلے توقف کیا جائے تو کل پانچ تروتے بنتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ چار تروتے نماز کے اندر اور پانچواں ترویجہ و ترووں سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ تروتے خواہ چار ہوں یا پانچ ان کا مقصد یہ ہے کہ روزے دار اس طرح بالا ہتمام زیادہ سے زیادہ قیام اور عبادت ذوق و شوق سے کر سکیں اور رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے متمتع ہو سکیں۔

رمضان المبارک میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جتنا قیام تھا اس مہینے کیا جاتا ہے، وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اسی مناسبت سے اسے قیام رمضان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ منشاء ایزدی اس سے یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک میں راتوں کی زیادہ سے زیادہ سناعتیں اس کے حضور عبادت اور ذکر و فکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے، لیکن ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم مختلف مساجد میں حفاظ کی رفتار تلاوت جانتے ہیں اور اس مسجد میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں، جس میں نماز سے

جلد فراغت ہو سکے۔ ہم اس حقیقت سے صرف نظر کر لیتے ہیں کہ قیام رمضان کا تقاضا ذکر و استغفار کی کثرت اور ذوق و شوق سے عبادت اور یاد الہی میں انہماک و استغراق ہے۔ رمضان المبارک کی رات کی ہر ساعت اتنی فضیلت اور قدر و منزلت کی حامل ہے کہ ہمارے لئے اس کا اندازہ کرنا محال ہے۔

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم تراویح کی چار رکعتیں ادا کرنے کے بعد ایک مختصر وقفے کے لئے حالتِ تشہد میں رکتے ہیں اور بسرعت تمام تسبیح کے چند کلمات پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دو رکعت تراویح کی نیت سے شامل نماز ہو جاتے ہیں، جس میں امام نے قرأت کو جہاں سے چھوڑا تھا، شروع کر کے ایک مخصوص و متعین حصہ قرآن کا ختم کرتا ہے۔ اس سارے عمل میں قیام و سجود کے بعد ہم بمشکل آدھ منٹ تسبیح تراویح کے لئے نکالتے ہیں۔ نماز تراویح کا صحیح اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرنے کے بعد تراویح میں کم از کم اتنا وقت ضرور تسبیح و ذکر میں گزاریں جتنا وقت چار رکعتوں کی ادائیگی میں صرف ہوا ہے۔ صرف ایک ہی تسبیح کا مخصوص کر لینا ضروری نہیں، بلکہ اگر کسی کو وہ یاد نہ ہو تو وہ کوئی بھی تسبیح و استغفار، درود یا چند قرآنی آیات جو یاد ہوں پڑھ سکتا ہے اگر کچھ بھی یاد نہ ہو تو محض خاموش بیٹھے رہنا بھی شامل عبادت متصور ہو گا۔

رمضان المبارک کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ ترویجہ میں خاموشی سے بیٹھنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے، لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ آرام و سکون سے بیٹھنے کے بغیر ترویجہ کا عمل اپنی روح کے اعتبار سے نامکمل رہتا ہے۔ البتہ ہماری عجلت پسندی جو تیزی سے اٹھنے بیٹھنے سے عبارت ہے تراویح کی روح کے منافی ہے۔ یہ مقام تاسف ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی معاملات و عبادات

میں ہمارا شغف اور جوش و ولولہ مضحک اور کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ دور دراز سے بڑی جامع مسجد میں جوق در جوق نماز تراویح کے لئے چلے آتے تھے اور ان کا ذوق و شوق دیدنی ہوتا تھا، لیکن آج ہمارے قدم بادلِ نخواستہ مسجد کی طرف اٹھتے ہیں اور ہمارے ذہن میں یہ رجحان غالب ہوتا ہے کہ نماز تراویح سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ نماز تراویح محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنا محاسبہ کریں اور تراویح کے دوران زیادہ سے زیادہ تسبیح، ذکر و استغفار اور حضور ﷺ کی ذات پر درود و سلام بھیجیں اور خشوع و خضوع سے بارگاہِ خداوندی میں اپنی گردن جھکا کر صدقِ دل سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

### ۳۔ معمول ختم قرآن۔ ائمہ و علماء فقہ کی رائے میں

رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح میں کم از کم ایک بار قرآن ختم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم روزانہ کتنی مقدار میں پڑھا جائے؟ اس بارے میں ائمہ و علمائے فقہ کے فتاویٰ موجود ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک فی رکعت تراویح میں کم از کم دس آیات قرآنی کی تلاوت کی جائے۔ قرآن پاک کی کل آیات تقریباً چھ ہزار ہیں اور ایک ماہ کے دوران ادا کردہ تراویح کی رکعتوں کی تعداد چھ سو بنتی ہے۔ اس حساب سے اگر روزانہ دس سے بارہ آیتیں تلاوت کی جائیں تو باسانی ماہ رمضان المبارک میں ایک قرآن ختم ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ اس سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کے حق میں تھے اور وہ روزانہ بیس سے پچیس آیات تک تلاوت کرنے کے قائل تھے۔ بہر حال اس سے مقصود یہ ہے کہ حفاظ و قراء کرام قرآن کریم کو اتنی مقدار میں نہ پڑھیں کہ ترتیل کے ساتھ تلاوت ممکن نہ رہے۔ قرأت میں

اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ نماز تراویح کی جماعت میں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس بناء پر قرأت کو اتنا طول دینا ہرگز مناسب نہیں، جو ان کی برداشت سے باہر ہو جائے۔ صرف اتنی مقدار پر کفایت کی جائے کہ ہر شخص اطمینان و سکون کے ساتھ نماز تراویح کے دوران قرأت کو سن سکے۔

جس طرح حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی کل جہاں کے لئے پیکرِ رحمت ہیں، اس طرح آپ ﷺ کا لایا ہوا دین بھی سراپا رحمت ہے، جس پر عمل کرنا امت کے ہر فرد کے لئے سہل اور آسان ہے۔ لیکن ہم نے اپنی کم نظری اور کوتاہ اندیشی کی بنا پر اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے اور کم و بیش ہر معاملے میں افراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہمارے اندر عرصہ سے ایک غلط رجحان جڑ پکڑ رہا ہے کہ ہم بزعم خویش زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کمانے کی غرض سے تراویح میں ایک سے زیادہ بار قرآن ختم کرنے کے رواج کو فروغ دے رہے ہیں، جس کی وجہ سے طویل قرأت کے بوجھ کے کچھ مقتدی متحمل نہیں ہوتے اور نتیجتاً عبادت میں ذوق و شوق پیدا ہونے کی بجائے لوگوں میں قرآن حکیم سے بے رغبتی بڑھنے لگی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زیادہ سے زیادہ قرأت کا سماعت کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے، لیکن اس شوق کو پورا کرنے کے لئے بجائے تراویح کے خواہشمند حضرات کے لئے نوافل کی نماز کا اہتمام علیحدہ کیا جائے اور نماز تراویح میں صرف ایک بار قرآن سنایا جائے اور اس کی مقدار اتنی ہو کہ ہر شخص بغیر کسی دشواری کے نماز تراویح میں بطیب خاطر شریک ہو سکے۔

رمضان و قرآن میں گہرا باہمی ربط و تعلق پایا جاتا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ  
الْقُرْآنُ  
رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں  
قرآن اتارا گیا ہے۔

(البقرة ۲: ۱۸۵)

آنحضور ﷺ کا دورانِ رمضان المبارک ایک بار ختم قرآن کا معمول تھا اور آپ ﷺ نے امت کو بھی اسی اعتدال پر چلنے کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔ اسلام سادہ اور فطرت سے ہم آہنگ دین ہے اور تعلیماتِ مصطفویٰ ﷺ میں بھی اسی فطری سادگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دین میں تنگی پیدا نہ کرو۔ اسی لئے ہر امتی کی سہولت کے پیش نظر آپ ﷺ ماہِ صیام میں ایک بار قرآن پاک ختم کرنے کے معمول پر زندگی بھر کاربند رہے، ورنہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو رمضان المبارک میں ہزار ہا قرآن ختم کر سکتے تھے۔ آپ ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ ملا علی قاریؒ مرقات المفاتیح میں رقمطراز ہیں۔

ان علیا کرم اللہ وجہہ کان  
یبتدئنی القرآن من ابتداء قصدر  
کوبہ مع تحقق المبانی و تفہم  
المعانی و یختمہ حین وضع  
قدمہ فی رکابہ الثانی۔  
”حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شانِ  
تلاوت یہ تھی کہ وہ گھوڑے کی ایک  
رکاب پر پاؤں رکھتے ہوئے تلاوت  
شروع کرتے تو دوسری رکاب تک  
پورا قرآن والناس تک ختم کر  
ڈالتے۔“

(مرقاۃ المفاتیح ۵: ۳۴۴)

جس کے غلام کی یہ شان ہو، اس آقا کی قدرت کی وسعت کا کیا عالم ہوگا  
لیکن ہمارے آقا و مولا ﷺ کو اپنے کمزور امتیوں کا خیال تھا، جنہیں پریشانی اور تکلیف  
میں دیکھنا آپ ﷺ کو ہرگز گوارا نہ تھا۔

## رمضان المبارک اور رسم شبینہ

رمضان المبارک میں نماز تراویح کے دوران ایک سے زیادہ بار ختم کرنا سنت نبوی ﷺ سے تعارض رکھتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز تراویح میں صرف ایک بار قرآن ختم کیا جائے۔ شبینہ کرانے کی رسم جس کا رواج ان دنوں فروغ پکڑ رہا ہے، خلاف سنت ہے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اس سے لوگوں میں قرآن حکیم کے سننے سے گریز اور بے رغبتی کا رجحان تقویت پاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ کو دورانِ ماہ ایک ختم قرآن پر اکتفا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا معمول ہر روز ایک قرآن ختم کرنے کا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابی موصوف کو بلایا اور حسب دستور اس مہینے میں ایک قرآن ختم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے اس سے زیادہ کی استطاعت ہے اور مجھے حافظ قرآن ہونے کے پیش نظر زیادہ کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ آپ ﷺ نے اس کے زیادہ اصرار پر پہلے بیس دن، پھر دس دن اور آخر میں ہر سات دن کے بعد ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت ان الفاظ میں عطا فرمادی:

أقراه في كل سبع۔ سات دن میں ایک قرآن پڑھ لیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل، ۲: ۱۶۲)

اس سے یہ نکتہ بڑی صراحت کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک ایک دن میں قرآن مجید کے شبینہ کرانے کا رواج صریحاً خلاف سنت ہے۔

## شبینہ کا صحیح طریقہ

بہر حال اگر شبینہ کرانا مقصود ہو تو حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ختم قرآن کے لئے زیادہ سے زیادہ سات سے دس دن یا کم از کم تین رات کی محفل شبینہ کا اہتمام کیا جائے، لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ تلاوت کردہ قرآنی الفاظ کو سننے والے اس کی نشست و برخاست اور مطالب و معانی کے ساتھ سمجھ سکیں، نہ کہ رفتار اتنی تیز ہو کہ الفاظ گڈمڈ ہو جائیں اور سننے والے کے کچھ بھی پلے نہ پڑے۔

شبینے میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال غلط، نامناسب اور بے جواز ہے اس لئے کہ قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو تو اس کا سننا ہر ایک کے لئے فرض ہو جاتا ہے اور نہ سننے والا شریعت کی نظر میں گنہگار ٹھہرتا ہے۔ لہذا مناسب اور دانشمندانہ بات یہ ہے کہ شبینے کے لئے اول تو لاؤڈ سپیکر نہ لگایا جائے اور اگر اس کا استعمال ناگزیر ہو تو اس کے لئے اندرونی نظام (Internal Arrangement) ہو، تاکہ اس کی آواز مسجد کی چار دیواری سے باہر نہ جاسکے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال غیر ضروری اور بلا جواز کیا جاتا ہے۔ یہ عمل دین میں تصنع، ریاکاری اور دکھلاوے کے ذیل میں آتا ہے۔ اس رجحان کی حوصلہ شکنی از بس ضروری ہے۔

## دینی امور میں اعتدال اور میانہ روی

آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو ہر معاملے میں جس کا تعلق دینی امور سے ہو یا دنیوی امور سے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم ارزائی فرمائی ہے۔ افراط و تفریط سے پاک طرز عمل اختیار کرنا آپ ﷺ کے نزدیک کتنی اہمیت رکھتا ہے اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے



پاس سے گزرے جو انتہائی دھیمی آواز میں اپنے معمول کے مطابق قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ رک گئے اور ان سے اتنی دھیمی آواز میں قرآن پڑھنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ وہ عرض کرنے لگے حضور ﷺ وہ ذات جس کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے، سینے کے اندر دل کی دھڑکن کی آواز بھی سن لیتی ہے، اس لئے میں قرأت آہستہ اور دھیمی آواز میں کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے دیرینہ یار عمگسار سے ارشاد فرمایا ”اے ابو بکر تم اپنی آواز کو ذرا بلند کر لو۔“ پھر حضور ﷺ کا گذر ایسے مقام سے ہوا، جہاں حضرت عمر فاروق ”انتہائی بلند آواز میں تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے اتنی بلند آواز میں تلاوت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں قرآن اس لئے بلند آواز سے پڑھتا ہوں تاکہ میری گونجدار آواز سے خواب غفلت میں مبتلا لوگ بیدار ہو جائیں اور ان کے کانوں میں دعوت حق کا آواز پڑ جائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فاروق اعظم کو اپنی آواز ذرا پست کر لینے کی ہدایت فرمائی۔ (المستدرک للحاکم، ۳۱۰: ۱، رقم حدیث: ۱۱۶۸)

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام دینِ وسط ہے، جو ہر معاملے میں غلو سے پاک اور متوسط و متوازن طریق اور طرز عمل اختیار کرنے کا سبق دیتا ہے۔

دورانِ رمضان حضور ﷺ اور جبرائیلؑ کے دورہ ختم قرآن کا معمول

صحیحین کی متفق علیہ حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر رمضان المبارک میں رات کے وقت حضرت جبرائیلؑ قرآن پاک کا دور کرنے کے لئے آقائے دو جہاں ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لاتے۔ جہاں باری باری ان دونوں ہستیوں میں سے ایک کلام پاک کی تلاوت کرتی تو دوسری سماعت فرماتی۔ یہ معمول ہر رمضان میں جاری رہا، یہاں تک کہ وصال مبارک سے پہلے آخری رمضان آیا تو آپ ﷺ

نے سابقہ معمول کے برعکس دو مرتبہ قرآن پاک کا دور جبرائیلؑ کی معیت میں فرمایا۔ حفاظ و قراء کرام کی کتنی خوش قسمتی ہے کہ وہ دوران تراویح ہر رمضان میں قرأت اور سماعت کا فریضہ ادا کر کے بیک وقت آنحضور ﷺ اور جبرائیلؑ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

## ۴۔ معمول تہجد

رمضان المبارک کے دوران حضور اکرم ﷺ کا نماز تہجد کی ادائیگی کے بارے میں معمول مبارک یہ تھا کہ آپ ﷺ نماز تہجد میں آٹھ رکعت ادا فرماتے جس میں وتر شامل کر کے کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں۔ تہجد کا یہی مسنون طریقہ آنحضور ﷺ سے منسوب ہے۔

بعض بزرگان دین کی طرف تہجد کی بارہ رکعتیں منسوب کی جاتی ہیں اور ان کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح ہوتی تھی کہ بعض پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ سورہ اخلاص شروع کرتے اور بتدریج کم کرتے جاتے یہاں تک کہ آخری رکعت میں ایک بار سورہ اخلاص پر ختم کر دیتے۔ کوئی اس کے برعکس عمل شروع کر کے سورہ اخلاص کی تعداد بڑھاتا چلا جاتا۔ بہر حال کسی بھی طریقہ کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، نماز ادا ہو جاتی ہے۔

ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تہجد کے بارے میں آنحضور ﷺ سے مختلف طرز عمل کیوں اپنایا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کے معاملے میں سرکارِ دو جہاں ﷺ نے جس جس عمل کی تعلیم امت کو عطا فرمائی، اس میں سہولت اور آسانی کا پہلو مد نظر رکھا گیا ہے۔ تہجد میں رکعتوں کی کمی و بیشی کو وقت کی فراغت پر منحصر رکھا گیا ہے، اگر کسی کے پاس زیادہ وقت نہ ہو تو دو گانہ ادا کرے۔ وقت زیادہ

ہونے کی صورت میں رکعتوں کی تعداد کو بڑھایا بھی جاسکتا ہے۔ بہر حال تہجد کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عليكم بقيام الليل فانه داب الصالحين قبلكم

تم پر رات کا قیام (نماز تہجد) لازمی ہے کیونکہ تم سے پہلے صالحین کا یہ عمل رہا

(سنن الترمذی، ۲: ۱۹۳، کتاب الدعوات، ہے۔

رقم حدیث: ۳۵۳۹)

## فضائل نماز تہجد

نماز تہجد تمام نفل نمازوں میں افضلیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

شرف المومن صلاته بالليل و استغناؤه في ايدن الناس۔

مومن کی بزرگی قیام اللیل میں ہے اور عزت لوگوں سے استغناء میں ہے۔

(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ، ۴: ۵۲۶)

رقم حدیث: ۱۹۰۳)

نماز تہجد میں مداومت اختیار کرنے سے بندہ اپنے رب کی نظر میں وہ مقام و مرتبہ حاصل کر لیتا ہے کہ اسے عزت و وقار اور شانِ استغناء نصیب ہوتی ہے، جس کے صلے میں اسے دنیا میں کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کی حاجت نہیں رہتی اور اس کی جبینِ نیاز آستانہ خداوندی کے سوا اور کسی در پر نہیں جھکتی۔ بندہ جب اپنے رب سے تعلق آشنائی محکم و پختہ تر کر لیتا ہے تو اس کی زندگی علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر بن جاتی ہے:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

راتوں کی تنہائی میں خدا سے راز و نیاز اور اس کے آگے گڑگڑا کر تضرع و زاری کے ساتھ دعائیں مانگنے سے بندہ دنیا سے مستغنی ہو جاتا ہے اور کسی فرعون کو خاطر میں نہیں لاتا۔ رسول مکرم ﷺ نے اپنی امت کے شب زندہ دار اور نماز تہجد کی خاطر قیام اللیل کرنے والوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول  
اللہ ﷺ: اشرف امتی حملة  
القرآن و اصحاب اللیل۔  
میری امت کے برگزیدہ افراد وہ ہیں جو  
قرآن کو (اپنے سینوں میں) اٹھائے  
ہوئے ہیں اور شب بیداری کرنے  
والے ہیں۔ (شعب الایمان، ۲: ۵۵۷، رقم حدیث: ۲۷۰۳)

امت مصطفوی ﷺ کے یہ پاک باز اور قدسی صفات مردانِ با خدا ہیں، جن

کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأَةً  
أَقْوَمُ قِيلاً  
بیشک رات کا اٹھنا نفس کو سختی سے  
روندتا ہے اور (وقتِ دعا دل و زبان کی  
یکسانیت کے ساتھ) سیدھی بات نکلتی  
(المزمل، ۷: ۷۳)

ہے۔

ان نفوسِ قدسیہ کی راتیں یوں بسر ہوتی ہیں کہ ان کے پہلو شب کی خلوت میں بستروں سے الگ رہتے ہیں، جب دوسری خدائی خواب گراں کی لذتوں میں غلطاں ہوتی ہے، وہ اپنے رب کو منانے کے لئے اس کے حضور پیکرِ عجز و نیاز بنے گڑگڑا رہے ہوتے ہیں۔ موسم سرما کی ٹھنڈی راتوں میں نرم و گداز بستر کے آرام کو چھوڑ کر وہ

اپنے نہا نخانہ دل کو ذکرِ الہی کے نور سے منور کرتے ہیں اور اس میں ایسی لذت و حلاوت پاتے ہیں جو دنیا کے عیش و آرام اور آسائش و راحت میں نصیب نہیں ہو سکتی۔

رمضان المبارک کی راتوں میں حضور اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ نماز عشاء و تراویح ادا کرنے کے بعد سونے کے لئے تشریف لے جاتے پھر رات کے کسی حصے میں نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو بشمول وتر گیارہ رکعتیں نماز کی ادا فرماتے۔

نماز تہجد کے لئے نماز عشاء کے بعد کچھ سونا شرط اور مسنون ہے، یہی عمل افضل و مستحب ہے جو سنت صحابہؓ اور سنت صالحین سلف سے ثابت ہے، بغیر نیند کے نماز تہجد کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

## تہجد کا لغوی مفہوم

”تہجد“ کا لفظ عربی لغت میں ”ہجود“ سے مشتق ہے جس کے معنی رات کو سونے کے آتے ہیں۔ گویا تہجد وہ نماز ہے جو رات کے کسی حصے میں سونے کے بعد ادا کی جائے۔ اس کے لئے نیند کرنا شرط ہے، خواہ اس کا وقت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پس نیند کے بغیر جو نماز ادا کی جائے گی، وہ نوافل کے زمرے میں آئے گی، جس کا اپنا ثواب اور اجر ہے، لیکن اس نماز کو تہجد ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

## نماز تہجد کے اوقات

نماز تہجد کے لئے رات کا کوئی حصہ مخصوص و متعین نہیں۔ نماز عشاء کے بعد نیند کے لئے بستر پر چلے جائیں، خواہ وہ پندرہ منٹ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ پھر آپ اٹھ کر نماز تہجد ادا کر سکتے ہیں۔ یہ خیال کہ تہجد صرف رات کے پچھلے حصے میں ہی ادا ہو

سکتی ہے، کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حضور اکرم ﷺ کی نماز تہجد کے بارے میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت نقل کرتے ہیں:

جو شخص آخر عشاء کے بعد دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ ایک مرتبہ فاتحہ الکتاب اور بیس مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے گا، جن کا اہل جنت مشاہدہ کریں گے۔

عن ابن عباسؓ، قال قال رسول الله ﷺ: من صلى ركعتين بعد عشاء الآخرة يقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب مرة و عشرين مرة (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) بنى الله له قصرين في الجنة يترا آهما اهل الجنة۔

۱۔ (الدر المنثور، ۶: ۴۱۵)

یاد رہے کہ نماز تہجد کا وقت فجر تک رہتا ہے۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ اور ان کے تتبع میں اکثر بزرگان دین کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز عشاء کے بعد سوتے اور پھر نصف شب کے بعد آخری حصے میں اٹھتے تھے۔ بعض بزرگوں کا نصف شب کے پہلے حصے میں نماز تہجد کا معمول بھی رہا ہے۔

## ۵۔ کثرت صدقات و خیرات

حضور نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ صدقہ و خیرات کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ کوئی سوالی ان کے در سے خالی نہیں لوٹتا تھا۔ لیکن رمضان

المبارک میں صدقہ و خیرات کی مقدار باقی مہینوں کی نسبت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ اس ماہ صدقہ و خیرات میں اتنی کثرت ہو جاتی کہ ہوا کے تیز جھونکے بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

فاذا لقيه جبريل عليه السلام  
كان رسول الله ﷺ اجود  
بالخير من الريح المرسلة۔  
جب جبریل امین آجاتے تو آپ کی  
سخاوت کی برکات کا مقابلہ تیز ہوا نہ  
کر پاتی۔

(صحیح البخاری: ۱: ۲۵۵، کتاب الصوم، رقم

حدیث: ۱۸۰۳)

حضرت جبریل علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام محبت لیکر آتے تھے۔ رمضان المبارک میں چونکہ عام دنوں کی نسبت کثرت سے آتے تھے۔ اس لئے حضور نبی کریم ﷺ ان کے آنے کی خوشی میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرتے۔

جس کا تذکرہ امام نوویؒ یوں فرماتے ہیں۔

و فی هذا الحدیث فوائد منها  
بیان عظیم جوده ﷺ و منها  
استحباب اکتثار الجود فی  
رمضان و منها زیاده الجود  
والخیر عند ملاقات الصالحین و  
عقب فراقهم للتاثر بلقائهم و

اس حدیث پاک سے کئی فوائد اخذ  
ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) آپ ﷺ کی جود  
و سخا کا بیان (۲) رمضان المبارک  
میں کثرت سے صدقہ و خیرات کے  
پسندیدہ عمل ہونے کا بیان۔ (۳) نیک  
بندوں کی ملاقات پر جود و سخا اور

خیرات ہونے کا بیان۔ (۴) نیک بندوں سے ملنے کے بعد ان کی ملاقات کی خوشی میں صدقہ و خیرات۔ (۵) قرآن مجید کے شرح درس و تدریس کے لئے مدارس کے قیام کا جواز۔

منہا استحباب مدارسة القرآن  
(شرح نووی، ۱۵: ۶۹)

## ۶۔ معمولِ اعتکاف

رمضان المبارک میں حضور نبی کریم ﷺ بڑی باقاعدگی کے ساتھ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ زیادہ تر آپ ﷺ آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے، کبھی کبھار آپ ﷺ نے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف فرمایا۔ لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا گیا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ آخری عشرے میں ہی اعتکاف فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کے معمولِ اعتکاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

ان النبی کان یعتکف العشر  
الآواخر من رمضان حتی توفاه  
اللہ تعالیٰ۔  
(صحیح البخاری، ۱: ۱۷۱، کتاب الاعتکاف،  
رقم حدیث: ۱۹۲۲)

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان المبارک



کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف فرمایا۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا پہلا عشرہ اعتکاف فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی عشرہ اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکی خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا اور پھر اپنا سر اقدس نکال کر صحابہ کرام کو اپنے قریب آنے کے لئے فرمایا جب وہ قریب آگئے تو فرمایا ————— میں نے لیلة القدر کی تلاش میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا، پھر میں نے درمیانی عشرہ اعتکاف کیا، پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة علی سدتها حصیر قال: فاخذ الحصیر بیده فنحاهما فی ناحية القبة ثم اطلع راسه فکلم الناس فدنوا منه فقال: انی اعتکف العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی: انها فی العشر الآواخر فمن احب منکم ان یعتکف فلیعتکف۔

(صحیح مسلم، ۱: ۳۷۰، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۱۶۷)

وصال مبارک کے سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جس سال آپ ﷺ نے وصال فرمایا اس سال آپ ﷺ بیس دن تک معتکف رہے۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرة ايام؛ فلما کان العام الذی قبض فیہ اعتکف عشرين يوماً۔  
(صحیح البخاری، ۱: ۲۷۲، کتاب اعتکاف، رقم حدیث: ۱۹۳۹)

اعتکاف میں انسان دنیاوی معاملات سے علیحدگی اختیار کر کے خدا کی رضا کی تلاش میں گوشہ تنہائی اختیار کرتا ہے۔ صوفیاء کرام اور اولیاء کرام حضور نبی کریم ﷺ کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں چلہ کشی کے عمل کو اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ اس عمل کے ذریعے خدا کو راضی کر سکیں اور تزکیہ نفس کے مقام کو حاصل کر سکیں۔

باب ہفتم

رمضان المبارک میں اکابر اسلاف  
کے معمولات

آج سے کچھ عرصہ قبل رمضان المبارک میں اہل مکہ اور اہل مدینہ کے معمولات نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے تھے، لیکن امتدادِ زمانہ سے وہ سب اقدار زوال پذیر ہو چکی ہیں اور عبادت کا جوش و خروش قصہ ماضی بن چکا ہے۔

### اہل مکہ کے معمولاتِ رمضان المبارک

کتب تاریخ و سیر میں اہل مکہ کے معمولاتِ رمضان المبارک کے باب میں ان کے نماز تراویح ادا کرنے کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے، ان کا انداز یہ تھا کہ وہ ہر چار رکعت ادا کرنے کے بعد طوافِ کعبہ کرتے اور ہر طواف کے سات چکروں کے دوران تسبیحات پڑھتے اور طواف مکمل کرنے کے بعد مقامِ ابراہیم پر دو گانہ نفل ادا کرتے۔ اس طرح بیس تراویح کی رکعتوں کے ساتھ اضافی طور پر پانچ مرتبہ طواف و تسبیحات کے علاوہ دس رکعت نفل زائد ادا کرتے۔ اہل مکہ کا شغف عبادت اور والہانہ پن اپنی مثال آپ تھا۔

### اہل مدینہ کے معمولاتِ رمضان المبارک

اہل مدینہ کے معمولاتِ رمضان کا ذکر امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بطور خاص کیا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق وہ ہر چار رکعت کے بعد کمال ذوق و شوق اور اطمینان و یکسوئی سے کلمات تسبیح و استغفار پڑھتے اور ہر ترویج کے

اختتام پر چار رکعت نفل کا اضافہ کر لیتے۔ اس طرح وہ تراویح کی بیس رکعتوں کے علاوہ سولہ رکعت نفل اضافی طور پر ادا کر کے کل چھتیس رکعت ادا کرتے۔ کتب تاریخ میں ان کے اس عمل کو ستہ عشریہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اہل مدینہ کے ان معمولات پر ایک طویل عرصہ تک ائمہ امت اور ان کے تبعین عمل پیرا رہے۔ وہ کتنا ایمان پرور اور بصیرت افروز منظر ہو گا، جب لوگ حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کے سامنے حضوری قلب اور والہانہ انہماک سے رات گئے تک عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہوں گے۔

## آہ! محفل سے پرانے بادہ کش رخصت ہوئے

افسوس صد افسوس کہ امتداد زمانہ کے ساتھ معاملہ کی بساط یکسر پلٹ چکی ہے۔ وہ سب معمولات جن کا ذکر اہل مکہ و اہل مدینہ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کے زمانے تک ان پر عمل ہوتا رہا، پھر اس کے بعد امت پر انحطاط و ادبار کے سائے چھانے لگے تو جہاں زندگی کے ہر شعبے میں بے عملی کا جمود اور نحوست طاری ہو گئی، وہاں عبادات و دینی معاملات میں وہ روحانی جوش و ذوق و ولولہ اور انہماک و استغراق نہ رہا۔ نوافل اور دعا و مناجات ترک کر دینے کا رجحان عام پایا جاتا ہے۔ ہمارے واعظین قوم میں الا ماشاء اللہ وہ برقی طبعی اور شعلہ مقالی نہیں اور ان میں کردار کا وہ جوہر نہیں، جو ہمارے اسلاف کا طرہ امتیاز تھا۔ اب دین محض ظواہر پرستی کا نام بن کر رہ گیا ہے اور بقول اقبال:

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

رہ گئی رسم اذان روح بلائی نہ رہی

ہم میں عظمت و شوکت رفتہ رفتہ کے سب آثار رفتہ رفتہ ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

## نماز تراویح اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معمول

خواتین بھی اگر نماز تراویح باجماعت ادا کرنا چاہیں تو وہ اپنے طور پر کسی قاری کو مقرر کر کے اس کی اقتداء میں نماز ادا کر سکتی ہیں۔ اس ضمن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اپنے غلام حضرت ذکوانؓ کی اقتداء میں نماز تراویح ادا فرمایا کرتی تھیں۔

ایک غلام کے پیچھے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نماز ادا کرنا انسانیت کے لئے کتنا انقلاب آفریں درس ہے۔ اسلام نے آقاؐ اور خواجگی کے تمام بت پاش پاش کر دیئے اور انسانی مساوات کی وہ روح پرور اور بصیرت افروز مثالیں پیش کیں کہ آج کی نام نہاد مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ دنیا اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

## رمضان المبارک میں ہمارا معمول..... ایک لمحہ فکر یہ

رمضان المبارک کی ہر ساعت ہمارے لئے سعادتوں کی پیامبر اور خدائے ذوالجلال کی بے پایاں رحمتوں کی نوید بن کر آتی ہے، لیکن کیا ہم ان سے مستفیض ہو کر اپنے لئے اخروی نجات اور کامیابی کا توشہ و سامان فراہم کرتے ہیں؟ کیا ہم اس ماہ مقدس کے شب و روز کے سعید لمحوں کو غنیمت جان کر اپنی عاقبت سنوارنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچنا چاہئے کہ ہم اس ماہ مبارک کا حق کہاں تک ادا کر پاتے ہیں۔

ہمیں اپنا یہ معمول بنانا چاہئے کہ جب ہم سحری کے لئے بیدار ہوں تو با وضو ہو کر کچھ وقت نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے نکالیں اور پھر پورا ماہ اس کی پابندی کے لئے کوشاں رہیں۔ کیا بعید ہے کہ اس مشق سے ہماری نماز تہجد کی عادت مداومت اختیار کر

جائے اور ہماری بقیہ زندگی میں تہجد کا معمول اس قدر راسخ ہو جائے کہ پھر اسے ترک کرنے کا تصور بھی نہ ہو سکے۔

رمضان المبارک کو یہ شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ نماز تراویح اور نماز تہجد کے درمیان سونے کا وقفہ بھی شامل عبادت تصور کر لیا جاتا ہے۔ گویا اس مقدس اور مبارک مہینے کی ہر ساعت فیوض و برکات کی حامل ہو کر نامہ اعمال میں بطور عبادت لکھ دی جاتی ہے۔

### نماز تہجد اور صلحائے امت

یوں تو نقلی عبادتیں اور بھی ہیں، جن کا اپنا درجہ ہے، لیکن قرب الہی کے اعتبار سے جو مقام نماز تہجد کو حاصل ہے، وہ کسی بھی اور عبادت کو نصیب نہیں۔ جب ساری خدائی خواب شیریں کے مزے لے رہی ہوتی ہے تو اللہ کا بندہ محض اپنے رب کی رضا کے لئے رات کی نیند اور آرام کو چھوڑ کر بارگاہ ایزدی میں قیام اور سجدہ ریزیاں کرتا ہے اور اپنے گناہوں اور لغزشوں کی بخشش و معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔ خلوت کی ان ساعتوں میں بندے کو اپنے رب سے جو قرب نصیب ہوتا ہے، اس کا عشر عشر بھی وقت کی کسی اور گھڑی میں نصیب نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ صحابہؓ اور ان کے تابعین، جملہ اولیاءِ عرفا اور مشائخ کے ہاں شب بیداری اور نماز تہجد کی ادائیگی ہمیں اپنے نقطہ کمال پر نظر آتی ہے۔ اللہ کے ان سب برگزیدہ بندوں کے احوال میں مذکور ہے کہ وہ رات کو دیر تک نوافل اور نماز تہجد میں مشغول رہتے تھے۔ تہجد کے بغیر کوئی مقام ولایت پر فائز نہیں ہو سکتا اور جس کی تین تہجد نمازیں پے در پے قضا ہو جائیں، اس سے مقام ولایت سلب کر لیا جاتا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ پر خلافت کی ذمہ داریوں کا بار عظیم تھا۔ وہ دن بھر امور

مملکت، رعایا کی خبر گیری اور ان کی حاجت برداری میں مصروف رہتے اور ان کی راتیں اپنے رب کے ذکر و فکر، قیام و سجود اور گریہ و زاری میں بسر ہوتیں۔ گویا نہ دن کو آرام اور نہ رات کو سکون و قرار نصیب ہوتا۔ کسی نے پوچھا حضرت شب و روز یہ اضطراب و التہاب اور بے سکونی و بے آرامی کس لئے؟ آپ کے جسم و جان کا بھی آپ پر کچھ حق ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ فرمانے لگے اگر میں دن میں آرام کرنے لگوں تو رعایا کے حال سے بے خبر ہو جاؤں اور رات کو چین کی نیند سوؤں تو خدا کی یاد سے غافل قرار پاؤں۔ یہ دونوں حالتیں مجھے گوارا نہیں ہیں، اس لئے میرے دن خلق خدا کے لئے اور راتیں ذاتِ کبریا کے لئے وقف ہیں۔



باب ہشتم

روزہ کے احکام و مسائل

روزے کے متعلق چند ضروری اور اہم مسائل و احکامات قارئین کے استفادے کے لئے درج ذیل ہیں۔

### شرائط وجوب

روزہ جن شرائط کے ساتھ فرض ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا

۲۔ عاقل ہونا

۳۔ بالغ ہونا

۴۔ تندرست ہونا

۵۔ مقیم ہونا

۶۔ عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا

دوسرے لفظوں میں کافر، پاگل یا مجنون، بچے، بیمار، مسافر اور حائضہ پر روزہ

فرض نہیں، تا آنکہ پاگل عقل مند، بچہ بالغ، بیمار صحت مند، مسافر مقیم اور حائضہ حالت پاکیزگی میں آجائے۔

### شرائط وجوب ادا

متذکرہ بالا صورتوں میں تین وجوہات ایسی ہیں جن کے رفع ہونے پر

روزے کی قضا رمضان کے بعد واجب ہوگی۔ عدم ادائیگی کی صورت میں ساری زندگی اس پر روزہ واجب رہے گا۔

۱۔ بیمار جب مکمل طور پر تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کی استطاعت کا مالک ہو جائے۔

۲۔ مسافر جب سفر سے واپس آجائے یا سفر کے بعد مقیم ہو جائے۔

۳۔ عورت جب حیض و نفاس سے حالت طہر میں آجائے۔

### روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

مجبوریوں کے باعث شریعت نے رخصت دی ہے کہ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھے ورنہ مجبوری کے اختتام پر قضا روزوں کو ادا کرے۔ عام طور پر واقع ہونے والے وہ بڑے بڑے عذر یہ ہیں:

### ۱۔ مرض یا بھوک و پیاس کی شدت

کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے کہ روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو یا پھر بھوک پیاس کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو۔ ان صورتوں میں دیندار اور مسلمان ڈاکٹر کی رائے ہی زیادہ قابل اعتبار ہوگی۔

### ۲۔ سفر

اس عذر کے لئے سفر کی مقدار وہی معتبر ہوگی جس میں نماز کی قضا لازم آتی ہے۔ دوران سفر اگر روزہ باعث تکلیف نہ بنے تو روزہ رکھ لینا ہی افضل ہے۔

### ۳۔ کمزور، لاغر اور بوڑھا ہونا

کوئی شخص کسی وجہ سے اتنا کمزور یا بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ لاغر ہو اور اسے دوبارہ طاقت آنے کی امید بھی نہ ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار میں فدیہ دیتا رہے یا کسی فقیر مسکین وغیرہ کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلاتا رہے۔ معذور کو اس صورت میں یہ اختیار ہے کہ وہ یہ فدیہ شروع رمضان میں دے دے ہر روز دیتا رہے یا آخر میں اکٹھا دے کر دے۔

### ۴۔ عورت کا حاملہ ہونا یا دودھ پلانا

رمضان المبارک میں کوئی عورت اگر حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے سے اسے بچے کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو وہ بھی روزہ قضا کر سکتی ہے۔

### ۵۔ جہاد میں شرکت

دشمن کے مقابلے میں لڑنا پڑے اور لڑائی میں حالت روزہ، کمزوری کی وجہ سے کسی رکاوٹ کا سبب بنے تو ایسے مجاہد کے لئے بھی رخصت ہے۔

ان تمام صورتوں میں معذور عورت یا مرد کو چاہئے کہ وہ ہر عام کھانے پینے سے پرہیز کریں، کیونکہ اس سے رمضان المبارک کا تقدس پامال ہوتا ہے۔

### روزے کے ارکان

روزے کی شرعی اور اصطلاحی تعریف سے ہی اس کے ارکان کا تعین ہو جاتا ہے یعنی:

۱۔ نیت روزہ

۲۔ امساک یعنی کھانے پینے سے پرہیز کرنا اور مباشرت سے رکنے رہنا

۳۔ سحری سے غروب آفتاب تک کے معین وقت کی پابندی

## روزے کی نیت کے احکام

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ روزے کی صحت کے لئے نیت سب سے اولیت رکھتی ہے، ورنہ کھانے پینے سے محض رکے رہنے سے ہر گز روزہ نہیں ہوگا۔ کتب فقہ میں روزوں کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ رمضان کا روزہ

۲۔ نذر معین کا روزہ

۳۔ نفلی روزہ

ان کی نیت رات سے کر لیں تو افضل ہے، ورنہ نصف النہار سے قبل نیت کر لینا بھی درست ہوگا، لیکن ان اقسام کے روزوں کے علاوہ نیت کا صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے، مثلاً کفارہ کے روزے، قضا کے روزے اور نذر غیر معین کے روزے۔

○ اگر نیت کے مسنون الفاظ دہرائے جائیں تو افضل ہے ورنہ اگر کوئی سحری کے وقت روزہ رکھنے کے لئے اٹھا اور کچھ کھاپی کر روزہ رکھ لیا تو یہی اس کی نیت ہے۔

○ جمہور ائمہ کے نزدیک ہر روزے کی الگ نیت ضروری ہے۔ البتہ امام اعظمؒ کے نزدیک پورے رمضان المبارک میں پہلے روزے کو نیت کر لینا ہی کافی ہے بشرطیکہ پورے ماہ میں روزوں کا تسلسل قائم رہے۔

○ روزہ کی حالت میں محض روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ جب تک کہ کچھ کھایا پیانہ جائے۔

○ اگر کوئی شخص رات کو روزہ کی نیت کر کے بعد میں اس نیت سے رجوع بھی کر

لے اور اگلے دن صبح سے شام تک کھائے پیئے بغیر رہا تو یہ اس کا روزہ نہیں ہے۔  
نیت روزہ کے مسنون اور مختصر الفاظ یہ ہیں:

نویت بصوم غد لله تعالى من شهر ماہ رمضان کے روزے کی میں نیت  
رمضان۔ کرتا ہوں۔

اگر رات کو نیت نہ کر سکے اور دن کو کرے تو یوں کہے:

نویت ان اصوم هذا اليوم لله تعالى میں ماہ رمضان کے اس دن کے  
من شهر رمضان۔ روزے کی نیت کرتا ہوں۔

دن کو نیت کرنی پڑے تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو صبح صادق سے روزہ  
دار تصور کرے۔

## سحری و افطاری کے احکام

- ۱۔ سحری کرنا یعنی صبح صادق سے قبل کچھ کھاپی لینا سنت ہے۔
- ۲۔ سحری کا وقت تو نصف شب کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر افضل ترین سحری آخری  
حصہ شب کی ہے۔
- ۳۔ سحری میں تاخیر افضل ہے تو افطاری میں جلدی کرنا سنت ہے۔
- ۴۔ افطاری میں بلا وجہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔
- ۵۔ افطاری میں عجلت سے مراد یہ نہیں کہ وقت سے پہلے ہی افطار کر لیا جائے اس پر  
احادیث میں سخت سزا کا ذکر آیا ہے۔
- ۶۔ روزہ کھجور، چھوہارے یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ تین پانچ  
پانودانے کھائے۔

## روزہ توڑنے والی چیزیں

- 1- عمداً کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر بھول کر کھاپی لیا، جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- 2- ہر قسم کی تمباکو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- 3- دانتوں میں رکی ہوئی چنے کے برابر یا اس سے کم چیز نکال کر کھالی تو بھی روزہ جاتا رہا۔
- 4- نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا دوائی، تیل وغیرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، لیکن سادہ پانی اگر کان میں چلا گیا، اس سے کلی وغیرہ چاہے جتنی کثرت سے کر لیں، بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- 5- بلا قصد بھی اگر کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ نہ رہا۔
- 6- قصد آمنہ بھر کر قے کی تو روزہ ٹوٹ گیا، بلا اختیار اور بلا قصد قے ہو گئی تو (ا) اگر منہ بھر کر ہوئی اور کوئی قطرہ واپس حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا (ب) اگر منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس کے چند قطرے واپس چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- 7- خون تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلا گیا اور خون تھوک پر غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔
- 8- کنکری، لوہے کا ٹکڑا یا کسی ایسی چیز کا کھالینا جو عام طور پر نہیں کھائی جاتی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا۔
- 9- منہ میں کوئی ایسی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک پر اس چیز کا رنگ غالب آگیا اور وہ تھوک اس نے نکل لی تو روزہ جاتا رہا۔

ماہ رمضان میں اگر اتفاق سے کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی کچھ کھائے پیئے نہیں، بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

## روزہ کے مکروہات

مندرجہ ذیل امور روزہ کے مکروہات ہیں:

- ۱۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنا یا کسی کو تکلیف دینا۔
- ۲۔ روزہ دار کا کوئی چیز بلا وجہ زبان پر رکھ کر چبانا یا چبا کر اگل دینا وغیرہ۔
- ۳۔ قولاً یا عملاً جنسی رغبت اور شہوانی جذبات برائے گنہگار کرنے والے امور۔
- ۴۔ روزہ کی حالت میں تاک میں پانی چڑھایا کھلے پانی میں مبالغہ کرنا۔
- ۵۔ پیاس کی حالت میں پانی کے غرغرے کرنا، کیونکہ اس صورت سے روزہ ضائع ہونے کا قوی امکان ہے۔

علاوہ انہیں غسل کرنا، ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنا، کھلی کرنا، سادہ مسواک کرنا، سرمہ لگانا، بدن پر تیل ملنا، خوشبو لگانا یا سونگھنا مکروہات روزہ میں شمار نہیں ہوتے۔

## روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

کسی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان کا روزہ یا کوئی دوسرا نقلی روزہ ٹوٹ گیا تو اس کی قضا لازم ہے، لیکن بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا روزہ توڑنے پر قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ رمضان المبارک کے ایک روزے کا بدلہ تو سال بھر کے روزے بھی نہیں بن سکتے، لیکن شریعت نے اس کی کم از کم مقدار یہ مقرر کی ہے کہ وہ شخص لگاتار دو ماہ یعنی ساٹھ ایام کے روزے رکھے۔ اس میں تسلسل شرط ہے یا پھر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔



باب پنجم

چند نقلی روزوں کی فضیلت

روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے فرض روزوں کے علاوہ مختلف ایام کے روزوں کی ترغیب بھی دی ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء و صلحاء کی زندگیوں کا معمول تھا کہ وہ فرض روزوں کے علاوہ زندگی بھر نفلی روزوں کا بطور خاص اہتمام کرتے۔ نفلی روزوں کی فضیلت کے پیش نظر درج ذیل سطور میں بعض روزوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

### صومِ عاشورہ:

صومِ عاشورہ دسویں محرم کا روزہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

۱۔ افضل الصیام بعد رمضان  
شهر الله المحرم۔  
(صحیح مسلم، ۱: ۳۶۸، کتاب الصیام، رقم  
حدیث: ۱۱۶۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان  
المبارک کے بعد سب روزوں میں  
افضل اللہ کے مہینے محرم کے روزے  
ہیں۔

۲۔ عن ابی قتادة  
الانصاری رضی اللہ عنہما عن صوم  
یوم عاشوراء فقال یکفر السنة

حضرت ابو قتادہ انصاریؓ سے مروی  
ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عاشورہ  
کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

الماضية۔  
(صحیح المسلم، ۳۶۸:۱، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۱۶۲)

### صوم عرفہ:

یہ نویں ذوالحجہ کا روزہ ہے۔

حضرت ابو قتادہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے۔

عن ابی قتادة الانصاریؓ، سئل عن صوم یوم عرفة قال یکفر السنة الماضية والباقیة۔  
(ایضاً)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے عرفہ میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

عن ابی ہریرةؓ، قال قال رسول الله ﷺ: نهی عن صوم عرفة بعرفة۔

(سنن ابوداؤد، ۳۳۸:۱)

### شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

عن ابو ایوب الانصاریؓ ان رسول الله ﷺ: قال من صام

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔

رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال  
كان كصيام الدهر۔

(صحیح لمسلم، ۱: ۳۶۹، کتاب الصیام، رقم  
حدیث: ۱۱۶۳)

## شعبان کا روزہ اور شب برأت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات (شب برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفلی نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ میں اسے بخش دوں۔ کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں۔ کیا ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو رہائی دوں۔ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

## ایام بیض کے روزے

ہر مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر مہینے کے تین روزے رکھے یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

عن ابی ذرؓ قال: قال رسول  
اللہ ﷺ من صام من کل شهر  
فذلك كمن صيام الدهر۔

(جامع الترمذی، ۱: ۹۵، کتاب الصوم،  
رقم حدیث: ۷۶۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے کے یہ روزے ایسے ہیں جیسے کوئی ہمیشہ روزے رکھتا رہا ہو اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ ہر روزہ دس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر اور حضر میں ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔

قال كان رسول الله ﷺ لا يفطر ايام البيض في حضر ولا سفر۔

(سنن النسائي، ۱: ۳۲۱، کتاب الصيام، رقم حدیث: ۲۳۳۵)

### دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سو مواعظ اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس صورت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس فاحب ان يعرض عملي وانا صائم۔

(جامع الترمذی، ۱: ۹۳، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۷۴۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، سوائے باہم لڑنے والوں کے، ان کے لئے حکم ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو تا وقتیکہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: ان یوم الاثنين والخمیس یغفر اللہ فیہما لكل مسلم الا متہاجرین یقول دعهما حتی یصلحا۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۲۴ کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۷۴۰)

### بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔

عن انس بن مالک، انه سمع النبی ﷺ یقول: من صام الأربعاء والخمیس، والجمعة نبی اللہ له قصرًا فی الجنة من لؤلؤ، ویاقوت، و زبرجد، و کتب له براءة من النار۔

(المعجم الاوسط، ۲: ۱۸۸، رقم حدیث: ۲۵۶)

### صوم داؤدی

سال بھر اس طرح روزے رکھنا کہ ایک دن روزہ دار رہے اور ایک دن بلا

روزہ، صوم داؤدی کہلاتا ہے۔ یہ حضرت داؤد کا روزہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو روزوں سے داؤدی روزے سب سے زیادہ پسند ہیں وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔

عن عبداللہ بن عمروؓ قال: قال لی رسول اللہ ﷺ احب الصیام الی اللہ تعالیٰ صیام داؤد و کان یفطر یومًا و یصوم یومًا۔ (سنن ابوداؤد، ۱: ۳۳۹، کتاب الصوم، رقم حدیث: ۲۴۴۸)

باب و ہم

حقیقتِ اعتکاف



وصالِ حق کے لئے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کی خواہش ہر دور میں سعید  
 روحوں کا شیوہ رہا ہے اور انسان اخلاقی و روحانی کمال کے حصول کے لئے مختلف نوعیت  
 کی اضافی مشقتیں اور مجاہدات اپناتا چلا آیا ہے، چنانچہ حصولِ مقصد کی تگ و دو میں کبھی  
 تو وہ جادہ اعتدال پر گامزن رہا ہے اور کبھی افراط و تفریط کا شکار ہو گیا ہے۔ وصالِ  
 محبوب کی خاطر تزکیہ نفس کے لئے کی جانے والی مختلف النوع کاوشوں میں سے ایک  
 مسلمہ طریق مخلوق سے بے رغبتی اور کنارہ کشی ہے، جس میں افراط کی معروف صورت  
 رہبانیت ہے جو مختلف اہم سابقہ کا شیوہ رہا ہے۔

### رہبانیت کیا ہے؟

اہم سابقہ میں وصالِ حق کے متلاشیوں نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ  
 معمولاتِ حیات اور دنیاوی مشاغل و مصروفیات جاری رکھتے ہوئے اپنی منزل کو نہیں  
 پاسکتے اور نفس کی غفلتیں اور سماجی ذمہ داریوں کی الجھنیں انہیں وہ محنت و مشقت اور  
 مجاہدہ نہیں کرنے دیتیں، جو معرفتِ حق اور وصالِ محبوب کے لئے ضروری ہے تو  
 انہوں نے لذاتِ نفسانی سے دستبرداری اور علائقِ دنیوی سے کنارہ کشی کی راہ اپنائی۔  
 سماجی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے جنگلوں اور ویرانوں کا رخ کیا۔ بیوی،  
 بچوں اور معاشرتی زندگی کی دیگر مصروفیات سے منہ موڑ کر غاروں کی خلوتوں اور  
 جنگلوں کی تنہائیوں میں جا ڈیرہ لگایا اور وہیں رہ کر کثرتِ عبادت و مجاہدہ بلکہ نفس کشی  
 کے ذریعے وصالِ حق کی جستجو کرنے لگے۔ قرآن نے ان کے اس تصورِ حیات کو

رہبانیت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ قرآن کی رو سے یہ طرز زندگی وصال حق کی متلاشی روحوں نے از خود اختیار کیا تھا۔ یہ طریقہ ان پر فرض نہیں کیا گیا تھا، ارشاد ہوتا ہے:

اور رہبانیت جس کی ابتدا خود انہوں نے کی، ہم نے اس کو ان پر فرض نہ کیا تھا، مگر انہوں نے اسے اللہ کی رضا مندی کے لئے اختیار کیا، لیکن جس طرح اس کو نبھانا چاہیے تھا، نباہ نہ سکے پھر (بھی) ان میں جو ایمان لائے، ہم نے ان کو اجر دیا اور ان میں سے اکثر (تو) نافرمان ہی ہیں۔

وَرَهْبَانِيَّةٍ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ○

(الحديد، ۵۷: ۲۷)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دین عیسوی میں اصلاً رہبانیت فرض نہ کی گئی تھی بلکہ اس کا تعلیمات مسیح علیہ السلام میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ بعد کے لوگوں نے از خود رضائے الہی کی خاطر زیادہ ریاضت و مجاہدہ اور عبادت و مشقت کی خاطر رہبانیت (ترک دنیا) کی صورت پیدا کر لی۔ چونکہ یہ کام بھی رضائے الہی کے نصب العین کے تحت کیا گیا تھا، اس لئے قرآنی بیان کے مطابق باری تعالیٰ نے اسے امر مستحسن سمجھ کر قبول کر لیا۔ اب ضروری تھا کہ رہبانیت کے جملہ تقاضے کا حقہ پورے کئے جاتے، تاکہ اس سے صحیح روحانی فائدہ میسر آتا، لیکن ان میں سے اکثر افراد بالالتزام ان تقاضوں کو پورا نہ کر سکے، اس لئے انہیں ”نا فرمان“ قرار دیا گیا اور جنہوں نے اس کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا کیا، انہیں باری تعالیٰ نے اجر و ثواب سے بہرہ ور کیا۔

گویا جب تک رہبانیت میں مقصدیت کار فرما رہی اسے گوارا کیا جاتا رہا، لیکن جب وہ بھی محض رسم دنیا بن کر رہ گئی، اس کی روح فوت ہو گئی اور وہ مقصدیت جس کی وجہ سے اسے گوارا کر لیا تھا، وہ پیش نظر نہ رہی تو اس کی افادیت بھی ختم ہو کر رہ گئی۔

## ایک غور طلب نکتہ

یہاں ایک نکتہ جو قابل غور ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن نے اس فعل کو کہیں حرام قرار نہیں دیا اور نہ ہی اسے کوئی ایسا فعل مذموم قرار دیا ہے، جس پر اللہ رب العزت کی نافرمانی لازم آتی ہو، بلکہ نہایت حکیمانہ انداز میں اس بات کی نشاندہی کی جا رہی ہے کہ ہم نے تو اس فعل کو گوارا بھی کر لیا تھا، لیکن محض اس لئے کہ اسے ہماری ہی رضا کے حصول کے لئے اپنایا گیا تھا اور ان لوگوں کا مقصود و مطلوب سوائے وصالِ حق کے اور کچھ نہ تھا، لہذا ہم نے ان پر نہی وارد نہ کی۔ گویا رہبانیت فی نفسہ کوئی مذموم اور ناپسندیدہ شعار زندگی نہیں تھا۔

## اسلام میں رہبانیت کا تصور

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

لا رہبانية في الاسلام

(کشف الخفا، ۲: ۵۲۸)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے بالعموم یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ اسلام نے رہبانیت کی نفی کر دی ہے، یا اسلام میں رہبانیت نام کی کسی شے کا کوئی وجود نہیں۔ یہ استنباط اپنی جگہ درست ہے، لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے اپنے اس فرمان اقدس کے ذریعے نفس کشی کے بیجا باطلوں سے نجات عطا کر کے اپنی امت کو

ایک بہت بڑی نعمت سے بہرہ ور کر دیا ہے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی زبان حال سے پوری امت کو یہ خوشخبری دے رہا ہے کہ اے شمع دین حق کے پروانو! تلاش حق کے راہ نور دو اور جلوہ محبوب کے متلاشیو! اب تمہیں اپنے محبوب کے دیدار و وصال کے لئے اپنی بیوی بچوں کو خیر باد کہنے کی ضرورت نہیں۔ اب تمہیں حصول منزل کے لئے جنگلوں، ویرانوں، غاروں کو اپنا مسکن بنانے کی حاجت نہیں۔ اب تمہیں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لئے معاشرتی زندگی اور سماجی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی صورت میں ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہوتے ہوئے رہبانیت جیسی بے جا مشقتوں کے بوجھ سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت کے ذریعے اسی دنیا میں رہتے ہوئے کاروبار زندگی کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے، بیوی بچوں اور دیگر افراد معاشرہ کے حقوق کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے وصال یار اور قرب الہی کی منزل کو پاسکتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رہبانیت کا نعم البدل اعتکاف کی صورت میں ہمیں عطا کر دیا ہے۔

اعتکاف کے ہوتے ہوئے ہمیں عبادت و ریاضت اور نفس کشی کے حصول کے لئے رہبانیت کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

## اسلام کا عمومی مزاج

اسلام دین فطرت ہے، جو انسان کے فطری داعیات اور نفسی مقتضیات کی رعایت رکھتے ہوئے ان کی تکمیل کے لئے حکیمانہ راہ تجویز کرتا ہے۔ اسلام اگر کسی چیز پر پابندی عائد کرتا ہے یا کسی تصور کو ختم کرتا ہے تو انسان کو اس کا بہتر بدل عطا کرتا ہے تاکہ اس تصور کی خوگر طبائع پر یہ تبدیلی گراں نہ گزرے اور اس تبدیلی کی نہ صرف افادیت مسلم ہو جائے، بلکہ انسانی طبائع اس کی طرف بہ رغبت مائل بھی ہو۔

## سود کا بدل۔ قرضِ حسنہ

مثال کے طور پر جب سودی لین دین جیسے انسانیت کش نظام کو معاشرے سے ختم کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس کے خاتمے سے پہلے زکوٰۃ و صدقات اور قرضِ حسنہ جیسے انسانیت پرور تصورات کو متعارف کرایا گیا۔ اگر زکوٰۃ و صدقات اور قرضِ حسنہ جیسے انسان پرور نظام کو رائج کئے بغیر سود کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی کوشش کی جاتی تو یقیناً مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہو سکتے۔

## نشہ شراب کا بدل - نشہ شرابِ عشقِ الہی

اسلام نے شراب کو یکدم حرام قرار نہیں دیا، بلکہ اسلام جو دینِ فطرت ہے اور انسانی طبائع کی کمزوریوں سے بخوبی آگاہ ہے، شراب پر بتدریج پابندی عائد کی اور اس وقت تک اسے کلیتاً حرام قرار نہیں دیا، جب تک کہ شراب کے نشہ اور کیف و سرور کے رسیا طبائع کو عشقِ الہی کے نشہ سے متعارف نہیں کرادیا۔ جب تک ذکرِ الہی اور دیدارِ مصطفوی ﷺ کے نشے سے بہرہ ور نہیں کر دیا گیا اور لوگوں کو نشہ شراب کا نعم البدل عطا نہیں کر دیا گیا، شراب پر پابندی نہیں لگائی گئی۔

علیٰ ہذا القیاس اسلام نے جن جن امور پر پابندی عائد کی ہے، فطرتِ انسانی کی مقتضیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا بہتر بدل انسان کو عطا کر دیا ہے۔

## ایک سوال

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام مذموم امور پر بھی اس وقت تک پابندی عائد نہیں کرتا، جب تک اس کا بہتر بدل مہیا نہیں کر دیتا، تو رہبانیت جو فی نفسہ اتنی ناپسندیدہ اور مذموم چیز نہیں تھی، بلکہ معرفتِ حق اور وصالِ الہی کی طلب سے عبارت

ایک باقاعدہ نظام حیات تھا جب اسلام اس پر پابندی عائد کر رہا ہے تو کیا اس کا کوئی نعم البدل نہیں دیا گیا ہوگا۔ اسلام کی حکیمانہ تعلیمات کے پیش نظر یہ ممکن ہی نہیں کہ اس نے رہبانیت کا بہتر بدل امت مسلمہ کو فراہم نہ کر دیا ہو اور وہ نعم البدل جو جادہ حق کے متلاشیوں کو اسلام نے عطا کیا ہے ”اعتکاف“ ہے۔

## حقیقتِ اعتکاف - خلوت نشینی

اعتکاف کی حقیقت خلوت نشینی ہے اور یہ رب العزت کا اپنے محبوب ﷺ کے تصدق سے امتِ مصطفویٰ ﷺ پر خصوصی لطف و احسان ہے کہ وصالِ حق کی وہ منزل جو اہم سابقہ کو زندگی بھر کی مشقتوں اور بے جاریا ضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، فقط چند روز کی خلوت نشینی سے میسر آ سکتی ہے۔ چنانچہ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان چند روز کے لئے علاقہ دنیوی سے کٹ کر گوشہ نشین ہو جائے۔ ایک محدود مدت کے لئے خلوت گزریں ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلق بندگی کی تجدید کر لے۔ اپنے من کو آلائشِ نفسانی سے علیحدہ کر کے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کر لے۔ مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے خالق کی طرف لو لگالے۔ ان کیفیات سے مملو ہو کر جب انسان دنیا و مافیہا سے کٹ کر صرف اپنے خالق و مالک کے ساتھ لو لگا لیتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سالوں کی عبادت اور محنت و مشقت پر بھاری قرار پاتے ہیں۔

## خلوت نشینی کیوں؟

سوال پیدا ہوتا ہے آخر خلوت نشینی کا فلسفہ کیا ہے؟ انسان آخر خلوت نشینی کیوں اختیار کرے؟ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسان کا نفس انسان کو ہمہ

وقت برائی کی طرف اکساتا رہتا ہے۔

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ - بیشک نفس انسان کو برائی کی طرف ہی

(یوسف ۱۲: ۵۳) اکساتا رہتا ہے۔

ارشاد قرآنی کی رو سے تہمت و انحراف انسانی نفس کا شیوہ اور اس کی فطرت

میں شامل ہے۔ چنانچہ کاروبار حیات کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے انسان بالعموم

غفلتوں کا شکار رہتا ہے، نتیجتاً انسان میں کسی کا بندہ ہونے کا شعور بیدار نہیں رہتا اور

انسان مسلسل بغاوت و سرکشی پر مائل رہتا ہے۔ اسی شعور بندگی کو بیدار کرنے کے لئے

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس امر کی تعلیم دی ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں

تھوڑی دیر کے لئے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے آپ کو

ایک مجرم کی حیثیت سے اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں پیش کر کے اصلاح احوال کا متمنی

ہو۔ یہ معمول زندگی بھر رہنا چاہئے۔ لیکن رمضان المبارک چونکہ خصوصی رحمتوں کا

مہینہ ہے، اس لئے اس ماہ رحمت میں خلوت نشینی کے اس تصور کو ایک باقاعدہ ضابطے

کے تحت اعتکاف کی صورت میں متعین کر دیا گیا، تاکہ سال بھر علائق دنیوی میں ملوث

رہنے والا انسان چند روز کے لئے اپنے نفس کے متمرّد اور سرکش گھوڑے کو لگام ڈال

سکے، نیز کثرت ذکر الہی اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے تصفیہ باطن کر کے خلوت میں

جلوت محبوب کی دولت سے بہرہ ور ہو سکے۔

## اعتکاف کی نیت کیا ہو؟

احوال نفس کے اختلاف کے پیش نظر اعتکاف کے لئے مختلف لوگوں کی

نیت مختلف ہو سکتی ہے، مثلاً بعض لوگ اس نیت سے اعتکاف کرتے ہیں کہ اس کے

ذریعے ہوائے نفس کو علائق دنیوی سے پاک اور مخلوق کے شر سے خود کو بچائیں گے۔

اس نیت سے خلوت نشینی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا گناہوں کا گھر ہے اور مخلوق کے ساتھ میل ملاپ سراسر گھائے کا سودا ہے، لہذا خود کو اس شر سے محفوظ کرنے کے لئے انسان کو خلوت گزریں ہو جانا چاہئے۔ یہ نیت بھی درست ہے، لیکن اس میں پنہاں ایک بہت بڑا فساد بجائے خود نفس کے لئے ایک بہت بڑے تہمت اور سرکشی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس نیت سے اعتکاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گویا انسان نے خود کو دوسروں سے بہتر جانا اور اپنے نفس کو مخلوق خدا کے شر سے بچانے کے لئے گوشہ تنہائی میں چلا گیا۔ اعتکاف کے لئے بہترین نیت یہ ہے کہ انسان اعتکاف کرتے ہوئے یہ نیت کرے کہ میرا نفس فتنہ و فساد کی آماجگاہ اور شر کا پیکر ہے۔ اس میں ہر آن بغاوت و سرکشی کے میلانات سر اٹھاتے رہتے ہیں، کیوں نہ میں کچھ عرصہ کے لئے گوشہ نشین ہو جاؤں، تاکہ مخلوق خدا کچھ عرصہ کے لئے میرے نفس کی فتنہ سامانیوں اور اس کے شر کی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ رہ سکے۔

## ایک دلچسپ حکایت

ایک مرتبہ ایک خلوت گزریں درویش سے کسی نے گوشہ نشینی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ”میرے پاس ایک کتاب ہے، جو نہایت خطرناک ہے، میں اس کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے خلوت نشین ہو گیا ہوں۔“ پوچھا گیا ”وہ کتاب کہاں ہے؟“ انہوں نے فرمایا ”میرا نفس۔“

## حقیقتِ نفس

نفس انسانی اپنی خلقت کے اعتبار سے بہیمانہ خصلتوں کی مرقع ہے۔ حرص و ہوا، لالچ و مفاد پرستی، غرور و تکبر، خود غرضی و خود پسندی، بغض، حسد، کینہ و عداوت،



عیاری و مکاری، دجل و فریب وغیرہ، یہ سب نفس کے خصائل ہیں، جن سے انسان کو ہمہ وقت اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ نفس کبھی عالم کو اپنے علم کے گھمنڈ پر اکساتا ہے، تو کبھی عبادت گزار کو کثرتِ مجاہدہ کے تکبر پر، کبھی کسی سخی کو سخاوت کے زعم میں مبتلا کر کے ہلاکتوں میں ڈالتا ہے تو کبھی کسی مجاہد کو خود پسندی کے فریب میں۔ غرضیکہ یہ ظالم ہمہ وقت انسان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے اور ہر انسان پر اس کا حملہ اس کے حسبِ حال ہوتا ہے اور نیکو کاروں پر تو خود پسندی اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کے فتور کی صورت میں ایسے ہلاکت خیز حملے کرتا ہے کہ آن واحد میں انسان کا خرمن اعمال خاکستر ہو کر رہ جاتا ہے اور انسان کی مدتوں کی کمائی آنا فائنا لٹ کر رہ جاتی ہے۔ نفس کی ہلاکت خیزیوں کا یہ عالم ہے کہ انسان کبھی زندگی بھر اس کی غارت گری پر مطلع نہیں ہو پاتا اور جب اچانک پردہ اٹھتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ میں کس قدر فریبِ نفس میں مبتلا رہا اور یہ ظالم نفس کس طرح مجھے اپنے دامِ تزویر میں شکار کئے ہوئے تھا؟

## مقصودِ خلوت نشینی

خلوت نشینی کا مقصود یہ ہے کہ انسان گوشہ تنہائی میں داخل ہو کر خود کو مخلوق سے قلباً جدا کر لے اور جب خلوت نشینی سے باہر آئے، نفس سے خود کو جدا کر چکا ہو۔ نفس سے جدا ہونے کا مطلب خصائلِ نفس سے اپنے آپ کو مبرا کر لینا ہے۔ درست ہے کہ نفس کثرتِ ریاضت و مجاہدہ سے بھی کمزور ہوتا ہے، لیکن ان معمولات سے کہیں زیادہ ندامت کے آنسوؤں اور کثرتِ گریہ و زاری سے کمزور پڑتا ہے۔ کثرتِ رقت و گریہ زاری نفس کی تمام آلائشوں کو دھو دیتی ہے اور رفتہ رفتہ انسان خصائلِ نفس سے جدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب نفس انسانی اپنی خصلتوں سے جدا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے محبوب و مطلوب کی جلوت نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اپنے من کی مراد پیا

لیتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ جب تک انسان نفس کی معیت میں رہتا ہے، رب کی معیت سے محروم رہتا ہے اور جب بندہ نفس اور اس کی خصلتوں سے جدا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے رب کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت مالک بن مسعود سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو خلوت سے وحشت نہیں ہوتی؟ تو فرمانے لگے کبھی صحبتِ محبوب میں بھی کسی کو وحشت ہوتی ہے۔ میں خلوت میں اپنے محبوب کی جلوت سے بہرہ ور ہوتا ہوں۔ ان پر کیف اور سرور آفریں لمحات میں وحشت کیسی؟

حاصل کلام یہ کہ جب تک انسان نفس کے شر کے تابع رہتا ہے، وصال یار سے محروم رہتا ہے اور جب علاقہ دنیوی سے کچھ دیر منہ موڑ کر تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور قلباً و حالاً جلوت سے خلوت آرا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے محبوب کے وصال کی دولت بے بہا حاصل ہو جاتی ہے۔ گویا یہ خلوتیں اسے ربِ جلیل کی جلوتیں عطا کر دیتی ہیں اور اگر انسان کثرتِ ذکر و فکر، عبادت و ریاضت اور گریہ و زاری کو اپنا مستقل شعار بنا لینے کے ساتھ ساتھ محاسبہ نفس کی راہ پر استقامت سے چل نکلے تو ان جلوتوں کو دوام بھی نصیب ہو سکتا ہے اور جب ان کیفیات کو دوام مل جاتا ہے تو پھر انسان اس آیت قرآنی کا مصداق بن جاتا ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ  
عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔  
اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ  
جنہیں تجارت اور بیع و فروخت ذکر  
الہی سے غافل نہیں کر سکتی۔  
(النور، ۲۳: ۷۳)

اس مقام پر جلوت یار کی کیفیت نفس انسانی میں یوں رچ بس جاتی ہے کہ وہ مخلوق کی جلوت میں رہتے ہوئے بھی جلوتِ محبوب کی حلاوت پاتا ہے۔ انسان کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے جب کہ باطن اپنے آقا و مولا کے ساتھ اور یوں وہ انجمن میں

بھی خلوت کے مزے لوٹتا ہے۔

## اعتکاف کے مسائل

عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے،  
اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

- ۱۔ اعتکاف واجب
- ۲۔ اعتکاف سنت
- ۳۔ اعتکاف مستحب

## اعتکاف واجب

کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا  
اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا۔ یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری  
ہے۔ یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔ بغیر روزہ کے اعتکاف واجب  
صحیح نہیں ہے۔ (در مختار، ۲: ۱۲۹)

## اعتکاف سنت موکدہ:

یہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے، یعنی  
بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے  
تو تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا تیسویں رمضان کو چاند ظاہر ہونے کے  
بعد مسجد سے نکلے۔ یاد رہے کہ اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے، یعنی اگر محلہ کے سب  
لوگ چھوڑ دیں گے تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور اگر ایک آدمی  
نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس

اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔

(در مختار ۲: ۱۳۰)

## اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے جتنی دیر مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت کے لئے صرف دل میں اتنا خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لئے اعتکاف مسجد کی نیت کی۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱: ۱۹۷)

## اعتکاف کے چند دیگر مسائل

○ اعتکاف کرنے والوں کے لئے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے، اگر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، چاہے قصداً نکلے یا بھول کر۔ اس طرح عورت نے جس گھر میں اعتکاف کیا ہے اس کا بھی اس گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (در مختار ۲: ۱۳۳)

○ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو۔ (در مختار ۲: ۱۲۹)

○ اعتکاف کرنے والا دو عذروں کے سبب سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ ایک عذر طبعی جیسے رفع حاجت، غسل فرض اور وضو کے لئے، دوسرا عذر شرعی جیسے نماز جمعہ کے لئے جانا اگر مسجد میں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو۔ ان دونوں عذروں کے

سوا کسی اور وجہ سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (در مختار، ۲: ۱۳۳)

○ اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد میں ہی رہے گا۔ وہیں کھائے، پیئے، سوئے مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے۔ معتکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہئے تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے، پھر اس کے لئے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔ (در مختار، ۲: ۱۳۴)

○ اگر اعتکاف میں بیٹھتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت و نماز جنازہ میں جائے گا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لئے مسجد سے باہر گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہنا بھی ضروری ہے۔ (بہار شریعت، ۱: ۴۷۴)

○ اگر مسجد گر گئی یا کسی نے زبردستی مسجد سے نکال دیا اور وہ فوراً ہی کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

○ اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے اور نہ لوگوں سے بہت زیادہ بات چیت کرے، بلکہ اس کو چاہئے کہ نفل نمازیں زیادہ پڑھے، تلاوت کرے، علم دین کا درس دے، اولیاء و صالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے، کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکر الہی کرے۔ اکثر با وضو رہے اور دنیا داری کے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور بکثرت رور و کر اور گڑ گڑا کر خداوند تعالیٰ سے دعا مانگے۔

○ اعتکاف کی قضا صرف قصداً اعتکاف توڑنے ہی سے نہیں ہوتی، بلکہ اگر عذر کی وجہ سے بھی اعتکاف چھوڑ دیا، مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا جیسے عورت کو حیض یا نفاس آیا، جنون یا بے ہوشی طاری ہوئی، ان صورتوں میں بھی قضا واجب ہے۔

○ معتکف اگر بہ نیت عبادت بالکل چپ رہے کہ چپ رہنے کو ثواب سمجھے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھ کر نہ چپ رہے تو حرج نہیں اور بری باتوں سے چپ رہا تو یہ چپ رہنا مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجے کی بات ہے۔ کیونکہ بری باتوں سے زبان کو روکے رکھنا بہر حال واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح باتیں تو یہ بھی بلا ضرورت معتکف کو مکروہ ہیں، کیونکہ بلا ضرورت مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (بہار شریعت ۱: ۴۷۴)

○ سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ اعتکاف ہو یا کوئی بھی عبادت اس میں صرف رضائے الہی کی نیت رکھے۔ دکھاوا، نیک نامی اور شہرت کو ہرگز ہرگز دخل نہ دے، ورنہ ہر عبادت بے نور و بے رونق بلکہ ضائع و غارت ہو جائے گی اور ثواب کی جگہ گناہ نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

باب یازدہم

شب قدر اور اس کی فضیلت

## شب قدر اور اس کی فضیلت

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں، دو نکتے جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری، اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ ”خیر من الف شہر“ کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہے گا، عطا فرمادے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

## شب قدر کا معنی و مفہوم

۱۔ انما سمیت بذلك لعظمتها  
و قدرها و شرفها۔

(القرطبی، ۲۰: ۱۳۰)

(امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ) قدر کا معنی مرتبہ کے ہیں، چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے، اس لئے اسے ’لیلۃ القدر‘ کہا جاتا ہے۔



حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو تمام فیصلے فرما لیتا ہے اور شب قدر کو یہ تمام فیصلے عمل داری کے لیے متعلقہ فرشتوں کو سونپ دیے جاتے ہیں (تاکہ وہ سارا سال ان فیصلوں کے مطابق امور سرانجام دیتے رہیں)۔

۲۔ وعن ابن عباس: أن الله تعالى يقضى الأقدية في ليلة نصف شعبان، ويسلمها إلى أربابها في ليلة القدر۔  
(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۰)

۳۔ اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے:

اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب قابل قدر امت کے لئے صاحب قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔

نزل فيها كتاب ذو قدر، علي لسان ذي قدر، علي امة لها قدر، و لعل الله تعالى انما ذكر لفظه القدر في هذه السورة ثلاث مرات لهذا السبب۔

(تفسیر کبیر، ۳۲: ۲۸)

قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین

۴۔ قيل سميت بذلك لان الارض تضيق بالملائكة فيها۔

(تفسیر الخازن، ۴: ۳۹۵)

تنگ ہو جاتی ہے۔

امام ابو بکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے، اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔

۵۔ و قال ابو بکر الوراق: سمیت بذلك لان من لم یکن له قدر و لا خطر یصیر فی هذه الیلة اذ قدر اذا احیاء۔  
(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۱)

## یہ رات کیوں عطا ہوئی؟

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم ﷺ کی اس امت پر شفقت اور آپ ﷺ کی غم خواری ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ:

جب رسول پاک ﷺ کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کر سکیں گے؟ (پس) آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرمادی، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ اری اعمار الناس قبلہ او ماشاء اللہ من ذلك فکانہ تقاصر اعمار امتہ عن ان لا یبلغوا من العمل، مثل الذی بلغ غیرہم فی طول العمر، فاعطاه لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔  
(موطا امام مالک، ۱: ۳۱۹، کتاب الصیام، باب ما جاء فی لیلۃ القدر، رقم حدیث: ۱۵)

اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ

آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا، جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔

فَعَجِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَذَلِكَ وَ  
 تَمَنَى ذَالِكَ لِأُمَّتِهِ فَقَالَ يَا رَبِّ  
 جَعَلْتَ أُمَّتِي أَقْصَرَ الْأُمَمِ  
 الْأَعْمَارِ وَأَقْلَهَا أَعْمَالًا فَأَعْطَاهُ  
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔  
 (تفسیر الخازن، ۴: ۳۹۷)

تو آپ ﷺ نے اس پر تعجب کا اظہار  
 فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو  
 کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے  
 میرے رب میری امت کے لوگوں کی  
 عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال  
 بھی کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے  
 شب قدر عنایت فرمائی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل، حضرت یوشع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرام کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اسی وقت جبرائیل آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

يَا مُحَمَّدَ عَجِبْتَ أُمَّتَكَ مِنْ  
 عِبَادَةِ هَوْلَاءِ النَّفَرِ ثَمَانِينَ سَنَةً  
 فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ خَيْرًا مِنْ  
 ذَلِكَ ثُمَّ مَقْرَأَنَا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ

اے نبی محترم! آپ کی امت کے لوگ  
 ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ  
 عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپ  
 کے رب نے آپ کو اس سے بہتر عطا

القَدْرِ فسر بذلك رسول  
الله ﷺ۔

فرما دیا ہے اور پھر سورۃ القدر کی  
تلاوت کی، اس پر رسول خدا ﷺ کا

(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۲) چہرہ اقدس فرط مسرت سے چمک اٹھا۔

چنانچہ حضور ﷺ کی طفیل یہ کرم فرمایا کہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرما  
دی اور اس کی عبادت کو اسی نہیں بلکہ ۸۳ سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔

### امت محمدی ﷺ کی خصوصیت

لیلۃ القدر فقط آپ ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے۔ امام جلال الدین  
سیوطیؒ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

ان الله وهب لامتي ليلة القدر  
لم يعطها من كان قبلهم  
یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری  
امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں میں  
سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔  
(الدر المنثور، ۶: ۳۷۱)

### پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا جو ہزار ماہ  
تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا، لیکن نبی اکرم ﷺ کے صدقہ میں اس امت کو یہ  
فضیلت حاصل ہوئی کہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کر لیتی ہے۔

قیل ان العابد كان فيما مضى  
يسمى عابداً حتى يعبد الله الف  
شهر عبادة، فجعل الله تعالى  
لامة محمد ﷺ عبادة ليلة  
سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جو  
ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت  
کرتا تھا، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ  
تعالیٰ نے اس امت کے افراد کو یہ شب

خیر من الف شهر کانوا یعبدونہا  
قدر عطا کر دی جس کی عبادت اس  
ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔

(فتح القدر ۵: ۲۷۲)

گویا یہ عظیم نعمت بھی سرکارِ دو جہاں ﷺ کی غلامی کے صدقہ میں امت کو نصیب ہوئی ہے۔

## فضیلتِ شبِ قدر: احادیث کی روشنی میں

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من قام لیلة القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔  
جس شخص نے شبِ قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۷۰، کتاب الصیام)

رقم حدیث: ۱۹۱۰

اس ارشادِ نبوی ﷺ میں جہاں لیلة القدر کی ساعتوں میں ذکر و فکر، عبادت و طاعت کی تلقین کی گئی ہے، وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو، ریاکاری یا بدعتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا، چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے جہدے کے لئے یہ رات مُردہ مغفرت بن کر آتی ہے۔

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا:

یہ جو ماہ تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے، جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔

ان هذا الشهر قد حضرکم و  
فیه لیلۃ خیر من الف شهر من  
حرمها فقد حرم الخیر کلہ ولا  
یحرم خیرھا الا حرم الخیر۔  
(سنن ابن ماجہ: ۲۰، کتاب الصیام،  
رقم حدیث: ۱۶۴۴)

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے، جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

شب قدر کو جبرائیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرائیل  
فی کبکۃ من الملائکۃ یصلون  
علی کل عبد قائم او قاعد  
یذکر اللہ عزوجل۔

(شعب الایمان ۳: ۳۴۳)

## شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسم اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

۲۔ اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا، ذوق عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

۳۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کی کارات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے، اس لئے رات کی تعین فرمائی، تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔

۵۔ عدم تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے، کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔ (التفسیر الکبیر، ۳۲: ۲۸)

## ایک جھگڑا علم شب قدر سے محرومی کا سبب بنا

ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی جھگڑا بھی ہے، حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعین کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرمادیں کہ یہ فلاں رات ہے، لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرمادیا، روایت کے الفاظ یوں ہیں:

ایک مرتبہ رسالت مآب ﷺ شب قدر کی تعیین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا، مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی۔

خرج النبي ﷺ ليخبر بليلة القدر، فتلاحي رجلا من المسلمين، فقال: خرجت لأخبركم بليلة القدر، فتلاحي فلاں و فلاں فرفعت۔  
(صحیح البخاری، ۲۷۱:۱، کتاب الصیام، رقم حدیث: ۱۹۱۹)

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مذکورہ روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید اس کے بعد تعیین شب قدر کا آپ کو علم نہ رہا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ شارحین حدیث نے تصریح کر دی ہے کہ تعیین کا علم جو اٹھالیا گیا تھا تو صرف اسی ایک سال کی بات تھی ہمیشہ کے لئے نہیں۔

امام بدر الدین عینی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

اس سال تعیین شب قدر کا علم اٹھالیا گیا اس کے بعد حضور ﷺ کو اس کی تعیین کا علم رہا یا نہ؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ آپ کو

فان قلت لما تقرر ان الذي ارتفع علم تعيينها في تلك السنة فهل اعلم النبي ﷺ بعد ذلك بتعيينها؟ قلت روى عن ابن



عینہ انہ اعلم بعد ذلك اس کے تعین کا علم تھا۔

بتعینہا۔ (عمدة القاری ۱۱: ۱۳۸)

ہمارے نزدیک آقائے دو جہاں ﷺ کو نہ صرف تعین کا علم ہے، بلکہ آپ بعض غلاموں کو اس پر آگاہ بھی فرماتے ہیں۔

### ایک صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت ابن عبد اللہ بن انیسؓ الجھنی سے مروی ہے کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

میں ایک ویرانے میں رہتا ہوں، وہاں  
اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز ادا کرتا  
ہوں آپ مجھے حکم دیں کہ کون سی  
رات آپ کے ہاں مسجد نبوی میں بسر  
کرنے کے لئے آوں تو آپ نے فرمایا  
رمضان کی تیسویں رات آ جاؤ۔

یا رسول اللہ ان لی بادية اکون  
فیہا و أنا اصلی بحمد اللہ  
فمرنی بلیلة أنزلها الی هذا  
المسجد فقال: أنزل لیلة ثلاث  
و عشرين۔

(سنن ابی داؤد ۱: ۲۰۳، کتاب الصلاة)

باب فی لیلة القدر رقم حدیث: ۱۳۸۰)

یہ صحابی ہمیشہ تیسویں رات کو مسجد نبوی میں آکر جاگا کرتے۔ لوگوں نے  
آپ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ بتاؤ آپ کے والد اس رات کیا کرتے تھے تو انہوں  
نے کہا:

وہ عصر کے بعد صبح تک مسجد سے بغیر  
کسی حاجت کے باہر نہ آتے اور صبح اپنی

کان یدخل المسجد اذا ضل  
العصر فلا ینخرج الا لحاجة

حتى يلى الصبح فاذا صلى  
الصبح وجد دابته على باب  
المسجد فجلس عليها ولحق  
ببادية۔

سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات کی  
طرف روانہ ہو جاتے۔

(ایضاً)

اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے لئے شب قدر کی رات  
الگ الگ ہے۔

## شب قدر کے تعین کے سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ

۱۹۶۵ء میں میرے والد گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ  
رمضان المبارک میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور آخری عشرہ میں حضور ﷺ کے  
روضہ اقدس کے سامنے مسجد نبویؐ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ رمضان المبارک کی  
پچیسویں شب نصف شب کے قریب اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور حضور ﷺ کی خواب  
میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اٹھ یہ رات شب قدر ہے۔“ انہوں  
نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے دست اقدس میں ایک گھڑی (ٹائم پیس) ہے جس پر اس  
وقت تقریباً بارہ بج کر پچاس منٹ کا وقت تھا۔

والد گرامی فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ نہ صرف حضور ﷺ نے شب قدر  
کی اطلاع فرمائی ہے بلکہ اس رات کی خصوصی قبولیت کی ساعت کی بھی نشاندہی فرما  
دی ہے۔ میں جلدی سے اٹھا وضو کیا ساتھ ہی راویلنڈی کے ایک نو مسلم پروفیسر جو  
سکھ مذہب ترک کر کے مسلمان ہوئے تھے، بھی معتکف تھے۔ میں نے چاہا کہ ان  
مبارک لمحات کی خبر ان کو بھی کروں، لیکن یہ سوچ کر کچھ دیر کے لئے رک گیا، کہیں یہ

افشائے راز حضور ﷺ کو نا منظور نہ ہو، لیکن پھر میں یہ سوچ کر انہیں آگاہ کرنے کے لئے ان کی طرف چلا ہی گیا کہ یہ بھی حضور ﷺ کی بارگاہ کے مہمان ہیں۔ اگر منع کرنا مقصود ہوتا تو آپ ﷺ ایسا حکم فرمادیتے۔ جب میں اس ارادے سے ان کے قریب گیا تو وہ میرے قدموں کی آہٹ سن کر بیدار ہو گئے۔ میں نے ان سے کہا پروفیسر صاحب انھیں، کیونکہ یہی رات لیلة القدر ہے۔ وہ مسکرانے لگے ہاں اجابت کی گھڑی بارہ بج کر پچاس منٹ پر ہے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا آپ کو کس نے بتایا؟ کہنے لگے کہ جس ہستی کے در پر آپ مہمان ہیں، میں بھی انہیں کا مہمان ہوں۔ آپ تو صرف ایک وطن چھوڑ کر در مصطفیٰ ﷺ پر آئے ہیں، جبکہ میں نے اس در کی غلامی کے لئے دو ہجرتیں کی ہیں، ایک اپنے مذہب سے اور دوسری اپنے وطن سے۔ لہذا حضور ﷺ نے مجھے بھی اپنی نوازشاتِ کریمانہ کا مستحق سمجھا اور دولتِ دیدار سے نوازتے ہوئے اس مبارک گھڑی کے متعلق آگاہ فرمادیا ہے۔

شب قدر کی تعیین کے بارے میں تقریباً پچاس اقوال ہیں، ان میں سے دو اقوال نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

۱۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے۔  
حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسالتِ مآب ﷺ نے فرمایا:

تحرو الیلة القدر فی الوتر، من لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ

العشر الاواخر من رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری، ۱: ۲۷۰، کتاب الصوم)

رقم حدیث: ۱۹۱۳

چونکہ اعتکاف کا مقصد بھی تلاشِ لیلۃ القدر ہے، اس لئے ان آخری ایام کا

اعتکاف سنت قرار دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب تک اللہ تعالیٰ نے اس شب قدر کی تعین سے آگاہ نہیں فرمایا تھا، آپ ﷺ اس کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف کرتے تھے، لیکن جب آگاہ فرمایا گیا تو وصال تک صرف آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔

۲۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب شب قدر کی رات ہے۔ جمہور علماء اسلام کی یہی رائے ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

قد اختلف العلماء في ذلك  
والذي عليه المعظم انها ليلة  
سبع وعشرين۔

(تفسیر القرطبی، ۲۰: ۱۳۴)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

و كثير منهم ذهب الى انها  
الليلة السابعة من تلك الاوتار۔

(روح المعانی، ۳۰: ۲۲۰)

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور قاری قرآن حضرت ابی بن کعبؓ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت زو بن جیشؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ جو شخص پورا سال عبادت کرے گا وہ شب قدر کو پالے گا۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں سے ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے

لیکن آپ نے اس کا ذکر اس لئے کر دیا تاکہ لوگ فقط انہی راتوں کو ہی نہ جاگیں، بلکہ پورا سال عبادت کریں اور اس کے بعد حلف اٹھا کر کہا کہ وہ رات ستائیسویں ہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ رسالتاً ﷺ نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے، وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے۔ جس کو امام رازیؒ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

۱۔ انه قال ليلة القدر تسعة حروف وهو مذکور ثلاث مرات فتكون السابعة والعشرين (تفسیر کبیر، ۲۳: ۳۰)

لفظ لیلۃ القدر کے ۹ حروف ہیں اور اس کا تذکرہ تین دفعہ ہوا ہے اور مجموعہ ۲۷ ہوگا۔

۲۔ سورة القدر کے کل ۳۰ الفاظ ہیں، جن کے ذریعے شب قدر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس سورۃ میں جس لفظ کے ساتھ اس رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ”ہی“ ضمیر ہے اور یہ لفظ اس سورۃ کا ستائیسواں لفظ ہے۔

ان السورة ثلاثون كلمة و قوله (ہی) ہی السابعة و عشرون

سورۃ کے کل کلمات تین ہیں (اور ان میں) ہی ستائیسواں کلمہ ہے۔

فہا۔

(۱۔ تفسیر کبیر، ۳۳: ۳۰)

(۲۔ القرطبی، ۱۰: ۱۳۶)

۳۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے شب قدر کی تعیین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

احب الاعداد الى الله تعالى  
الوتر واحب الوتر اليه السبعة  
فذكر السموات السبع  
والارضين السبع والاسبوع و  
عدد الطواف۔  
(تفسیر کبیر، ۳۲: ۳۰)

اللہ تعالیٰ کو طاق عدد پسند ہے اور طاق  
عددوں میں سے بھی سات کے عدد کو  
ترجیح حاصل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی  
کائنات کی تخلیق میں سات کے عدد کو  
نمایاں کیا ہے مثلاً سات آسمان، سات  
زمین، ہفتہ کے دن سات، طواف کے  
چکر سات وغیرہ۔

### شب قدر کا وظیفہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب ﷺ سے  
عرض کیا کہ شب قدر کا کیا وظیفہ ہونا چاہئے تو آپ ﷺ نے ان الفاظ کی تلقین فرمائی:

اللهم انك عفو تحب العفو  
فاعف عني۔  
(مسند احمد بن حنبل، ۶: ۱۷۱، ۱۸۲)

اے اللہ تو معاف کر دینے والا اور  
معافی کو پسند فرمانے والا ہے پس مجھے  
بھی معاف کر دے۔

اشاریہ

## فہرست اشاریہ

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۷۲	آیاتِ طیبات	۱
۱۷۳	احادیث	۲
۱۷۹	اقوال	۳
۱۸۱	اعلام	۴



نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	<u>البقره: ۲</u>		
۱	يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام.	۱۸۳:۲	۲۱
۲	فمن شهد منكم الشهر فليصمه...	۱۸۵:۲	۲۲
۳	شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن...	۱۸۵:۲	۹۰
	<u>آل عمران</u>		
۴	كل نفس ذائقة الموت...	۱۸۵:۳	۵۹
	<u>اليوسف: ۱۲</u>		
۵	ان النفس لأماراة بالسوء...	۵۳:۱۲	۱۳۳، ۳۸
	<u>بنی اسرائیل: ۱۷</u>		
۶	و يسئلونك عن الروح...	۸۵:۱۷	۵۵
	<u>النور: ۲۴</u>		
۷	رجال لا تلهيهم تجارة...	۳۷:۲۴	۱۳۶
	<u>الحديد: ۵۷</u>		
۸	و رهبانية ابتدعوها ما كتبناها...	۲:۵۷	۱۳۹
	<u>المزمل: ۷۳</u>		
۹	ان ناشئة الليل هي اشد...	۶:۷۳	۱۰۱
	<u>النازيات: ۷۹</u>		
۱۰	و نهى النفس عن الهوى...	۲۱-۲۰:۷۹	۷۰

# احادیث

صفحہ	أطراف الأحاديث	نمبر شمار
۸۹	احب الامر الى الله ما دام عليه...	۱
۱۳۴	احب الصيام الى الله تعالى...	۲
۸۳	احب عبادى الى اعجلهم فطرا...	۳
۸۰	اذا افطر احدكم فليفطر على...	۴
۷۶	اذا دخل رجب...	۵
۳۵	اذا دخل شهر رمضان فتحت...	۶
۸۲	اذا سمع النداء احدكم والثناء...	۷
۱۰۹	اذا كان ليلة القدر نزل...	۸
۸۱	استعينوا بطعام السحر على...	۹
۱۰۱	اشراف امتى حملة القرآن...	۱۰
۱۳۹	افضل الصيام بعد رمضان شهر...	۱۱
۹۶	أقراه فى كل سبع-	۱۲
۸۷	ألم اخبرائك تصوم الدهر...	۱۳
۱۶۷	اللهم انك عفوت حب العفو...	۱۴
۱۸۳	امرنا ان تعجل افطارنا...	۱۵
۱۰۵	ان رسول الله ارى اعمار الناس...	۱۶
۳۹	ان فى الجنة بابا يقال له...	۱۷
۱۰۴	ان الله تعالى يقض الاقضية...	۱۸
۷۰	ان الله حرم على الارض...	۱۹
۱۰۷	ان الله وهب لامتى ليلة القدر...	۲۰
۷۷	ان الله يغفر فى اول ليلة...	۲۱
۱۰۵	ان النبى كان يعتكف العشر...	۲۲

نمبر شمار	أطراف الأحاديث والآثار	صفحہ
۲۳	ان هذا الشهر قد حضر كم...	۱۰۹
۲۴	ان يوم الاثنين والخميس...	۱۳۳
۲۵	تحرروا ليلة القدر في الوتر...	۱۷۴
۲۶	تسحرروا فان في السحور بركة...	۷۹
۲۷	تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس...	۱۳۲
۲۸	خرج النبي ليخبر بليلة القدر فتلاحي...	۱۷۱
۲۹	السحور كله بركة فلا تدعوه...	۸۰
۳۰	شرف المؤمن صلواته بالليل...	۱۰۰
۳۱	الصوم جنة من النار...	۳۲
۳۲	عليكم بقيام الليل...	۱۰۰
۳۳	فاذا لقيه جبريل كان رسول الله...	۱۰۴
۳۴	فان الله و ملائكة يصلون...	۸۰
۳۵	فصل ما بين صيامنا و صيام...	۸۰
۳۶	فعجب رسول الله لذلك و تمنى...	۱۰۶
۳۷	فمن صامه و قامه ايمانا و احتسابا...	۸۹
۳۸	كان اذا راي هلال رمضان...	۷۷
۳۹	كان اكثر صيامه سوى...	۷۸
۴۰	كان رسول الله لا يفطر ايام...	۱۳۲
۴۱	كان شاب على عهد عمر بن الخطاب...	۷۰
۴۲	كان النبي يعتكف في كل رمضان...	۱۰۶
۴۳	كان يدخل المسجد اذا صل العصر...	۱۶۲
۴۴	كل عمل ابن آدم يضاعف...	۲۹

نمبر شمار	أطراف الأحاديث والآثار	صفحة
۴۵	کم من صائم ليس له من صيامه...	۴۴
۴۶	لا تزال امتي على سنتي ما لم...	۸۳
۴۷	لا رهبانية في الاسلام...	۱۳۹
۴۸	لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر-	۸۲
۴۹	للصائم فرحتان يفرحهما...	۲۸
۵۰	لو تعلمون مالكم...	۶۲
۵۱	ما تستقبلون؟ ماذا يستقبلكم...	۷۷
۵۲	ما رأيت رسول الله يصوم شهرين...	۷۹
۵۳	ما كان النبي يصوم شهرا...	۷۸
۵۴	من صام الاربعاء و الخميس و الجمعة...	۱۳۳
۵۵	من صام رمضان ايمانا و احتسابا...	۲۷
۵۶	من صام رمضان ثم اتبعه ستاً...	۱۳۰
۵۷	من صام من كل شهر ثلاثة...	۱۳۱'۸۸
۵۸	من صام من كل شهر فذلك...	۸۸
۵۹	من صلى ركعتين بعد عشاء الآخرة...	۱۰۳
۶۰	من قام رمضان ايمانا و احتسابا...	۲۸
۶۱	من قام ليلة القدر ايمانا...	۱۰۸
۶۲	نعم السحور المومنين التمر...	۸۰
۶۳	نويت ان اصوم هذا اليوم...	۱۲۳
۶۴	نويت بصوم غد الله تعالى...	۱۲۳
۶۵	نهى رسول الله عن الوصال...	۶۱
۶۶	نهى عن صوم عرفة بعرفة-	۱۳۰
۶۷	والذي نفس محمد بيده...	۳۵
۶۸	يا رسول الله ان لي بادية...	۱۶۲

صفحة	أطراف الأحاديث والآثار	نمبر شمار
۱۵۶	يا محمد عجبت امتك من عبادة...	۶۹
۱۲۹	يكفر السنة الماضية...	۷۰
۱۳۰	يكفر السنة الماضية و الباقيه...	۷۱

# اقوال

نمبر شمار	اقوال	صفحہ
۱	احب الاعداد الى الله تعالى الوتر...	۱۶۷
۲	اذا وجدت قلبي راض...	۴۹
۳	الامساك عن المفطرات مع اقتران...	۲۳
۴	ان السورة ثلاثون كلمة...	۱۰۶
۵	ان عليا كرم الله وجهه كان...	۹۰
۶	انما سميت بذلك لعظمتها...	۱۵۳
۷	انه قال ليلة القدر تسعة حروف...	۱۶۶
۸	بدانكہ اگر خضر باز رفت...	۱۷۱
۹	چہل سال است کہ بہشت...	۱۷۲
۱۰	خدمت سیدی الشیخ معنی الدین...	۱۵۷
۱۱	سميت بذلك لان من لم يكن له...	۱۰۰
۱۲	فان قلت لما تقرر ان الذي...	۱۶۱
۱۳	قد اختلف العلماء في ذلك والذي...	۱۶۰
۱۴	قيل ان العابد كان فيما مضى...	۱۰۷
۱۵	قيل سميت بذلك لان الارض...	۱۰۴
۱۶	مجاہدہ این است کہ ہر چہ...	۱۶۹
۱۷	نزل فيها كتاب ذو قدر...	۱۵۴
۱۸	واما البركة التي فيه فظاهرة...	۸۱
۱۹	وفي هذا الحديث فوائد منها...	۱۰۴
۲۰	وكثير منهم ذهب الى انها...	۱۶۰



اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
۱	آلوسی	۱۷۰
۲	ابلیس	۳۷
۳	ابن دقیق	۸۴
۴	ابن حجر عسقلانی	۸۴، ۳۸
۵	ابن عباس رض	۱۷۰، ۱۶۷، ۱۳۳، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۱، ۹۰، ۸۳، ۸۱
۶	ابن عبد البر	۳۳
۷	ابن عربی رحم	۳۳
۸	ابن قیس	۸۸
۹	ابن ہمام	۸۱، ۳۳
۱۰	ابو ایوب انصاری	۱۳۰
۱۱	ابو بکر صدیق	۹۷
۱۲	ابو بکر الوراق رحم	۱۰۰
۱۳	ابو حنیفہ	۹۳
۱۴	ابو داؤد	۳۳
۱۵	ابو ذر غفاری	۱۳۱
۱۶	ابو عبد اللہ منظور الکنانی	۵۷
۱۷	ابو عبد اللہ ابو اسحاق الہروی	۵۷
۱۸	ابو ثادہ انصاری	۱۳۰، ۱۲۹
۱۹	ابو قیس	۸۰
۲۰	ابو نجیب	۷۱
۲۱	ابو ہریرہ	۱۵۷، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۰، ۱۲۹، ۸۰، ۷۷، ۶۱، ۳۵، ۲۹، ۲۷
۲۲	ابی بن کعب	۱۶۰

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
۲۳	احمد بن حنبلؒ	۱۱۱'۷۹'۳۳
۲۴	ام سلمہؓ	۷۸
۲۵	انس بن مالکؓ	۱۳۳'۱۰۹'۱۰۸'۱۰۷'۷۹'۷۶
۲۶	ایوبؓ	۱۰۶
۲۷	بدر الدین عینیؒ	۱۶۱
۲۸	بہاؤ الدین زکریاؒ	۷۱
۲۹	جبرائیلؑ	۱۰۹'۱۰۶'۹۹'۹۸
۳۰	جلال الدین سیوطیؒ	۱۵۷
۳۱	جنید بغدادیؒ	۷۲
۳۲	حسنؓ	۶۳
۳۳	حدیقہ	۱۵۷
۳۴	خضرؑ	۷۱'۳۱
۳۵	دارمیؒ	۳۳
۳۶	ذکوانؒ	۱۱۳
۳۷	رازیؒ	۱۶۶'۳۴
۳۸	زرکشیؒ	۳۸
۳۹	زکریاؒ	۱۵۶'۶۹
۴۰	زہریؒ	۱۰۳
۴۱	سفیان بن عیینہؒ	۱۶۱
۴۲	سلیمان بن عامرؒ	۸۴
۴۳	سہل بن سعدؒ	۸۳'۸۲'۳۹
۴۴	شافعیؒ	۱۱۱

صفحہ	اعلام	نمبر شمار
۳۷	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۴۵
۳۰	صدیق حسن بھوپالی	۴۶
۱۶۷، ۱۶۴، ۱۱۳، ۷۸	عائشہ	۴۷
۹۰	علی	۴۸
۱۶۲	عبداللہ بن انیس الجھنی	۴۹
۱۳۴، ۹۶، ۹۰، ۸۷	عبداللہ بن عمرو العاص	۵۰
۱۶۰	عبداللہ بن مسعود	۵۱
۱۱۲	عبدالحق محدث دہلوی	۵۲
۲۸	عبدالرحمن بن عوف	۵۳
۱۰۳، ۴۷	عبدالقادر جیلانی	۵۴
۳۲	عثمان بن ابی العاص	۵۵
۱۶۷، ۱۱۵، ۹۸، ۹۳، ۷۷، ۷۰	عمر	۵۶
۱۶۳	فرید الدین قادری	۵۷
۳۲	قاضی عیاض	۵۸
۱۶۵، ۱۰۶، ۳۳	قرطبی	۵۹
۱۱۱	مالک	۶۰
۱۴۶	مالک بن مسعود	۶۱
۹۵، ۳۸، ۲۳	ملا علی قاری	۶۲
۱۰۴، ۸۱، ۳۵	نووی	۶۳
۱۵۶	یوشع	۶۴

کتبیا ت

کتاب	مصنف / متونی	مطبوعہ / سن طباعت
بہار شریعت	امجد علی، مولانا	لاہور، مکتبہ اسلامیہ
بجہ الاسرار	نور الدین ابوالحسن الشطنونی	مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی
تذکرہ حضرت بہاؤ الدین	نور احمد خاں فریدی	لاہور، علماء اکیڈمی
الترغیب والترہیب	حافظ عبد العظیم المنذری	بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۶۸ م
تفسیر خازن	امام علی بن محمد خازن	بیروت، دار المعرفہ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	تہران، دار الکتب العلمیہ
جامع بیان القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی	بیروت، دار احیاء التراث العربی
جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	ملتان، فاروقی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ	کراچی، دار الاشاعت، ۱۹۸۱
موارد الضمان	حافظ ابو بکر الہیثمی	بیروت، دار لکتب العلمیہ
در مختار (مترجم)	علاء الدین محمد بن محمد ہکیمی	کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۳۸۸ھ
الدامشور	امام جلال الدین سیوطی	بیروت، دار المعرفہ
الرسالۃ القشیریہ	عبد الکریم القشیری	بیروت، دار الجلیل
روح المعانی	امام شہاب الدین الوسی	بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، ۱۹۷۶ھ
سلسلۃ احادیث الصحیحہ	ناصر الدین البانی	سعودی عرب
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوی	کراچی، قدیمی کتب خانہ
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث	ملتان، مکتبہ امدادیہ، ۱۳۱۶ھ
سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی	مکتبہ تشریح ملتان
سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین الیہقی	لاہور، فاروقی کتب خانہ
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی	بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۲۹ م
شرح نووی	محمی الدین النووی	

کتاب	مصنف / متونی	مطبوعہ / سن طباعت
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن الحسین البیهقیؒ ۲۵۸ھ	بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۰م
صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ ۲۵۶ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۸۱ھ
صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیریؒ ۲۶۱ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ
عرفان القرآن	محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر	لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء
عمدة القاری	امام بدرالدین عینیؒ ۸۵۵ھ	بیروت، دارالفکر
فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد الشوکانی، ۱۲۵۰ھ	مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الکلبی، ۱۹۶۳م
فتاویٰ عالمگیری		لاہور، مکتبہ رحمانیہ
فضائل القرآن	ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن الضریس البجلیؒ، ۲۹۳ھ	بیروت، دارالفکر، ۱۹۸۷ء
فیوض القرآن	حامد حسن بلگرامی، ڈاکٹر	لاہور، فیروز سنز
القرآن	منزل من اللہ تعالیٰ	
کشف الخفاء	الشیخ اسماعیل بن محمد العجلونیؒ، ۱۱۶۲ھ	بیروت، موسسہ للرسالہ، ۱۹۸۵ھ
لسان العرب	امام ابوالفضل جمال الدینؒ، ۷۱۱ھ	بیروت، داراحیاء، ۱۳۰۰ھ
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین البیہقیؒ، ۸۰۷ھ	بمبئی، مطبعہ صبح المطالع
مرقاۃ المصابیح	علی بن سلطان محمد القاریؒ، ۱۰۱۳ھ	مکہ مکرمہ، مکتبہ دارالباز
مستدرک للحاکم	امام محمد عبد اللہ حاکم نیشاپوریؒ، ۴۰۵ھ	بیروت، مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ
مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبلؒ، ۲۴۱ھ	بیروت، مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ
مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ تبریزیؒ، ۷۴۲ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۶۸ھ
مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبد اللہ بن ابی شیبہؒ، ۲۳۵ھ	کراچی، ادارہ القرآن والعلوم اسلامیہ، ۱۳۰۶ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد الطبرانیؒ، ۳۶۰ھ	ریاض، مکتبہ معارف، ۱۹۸۸ء
المعجم الکبیر	// // //	عراق، موصل، مطبعہ الزہراء الحدیثیہ

## شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکہ آراء تصانیف ﴿مارچ 2011ء تک﴾

23. ”کنز الایمان“ کی فنی حیثیت

24. معارف آیة الكرسي

25. العرفان في فضائل وآداب القرآن

26. التبيان في فضل بعض سور القرآن

﴿قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے فضائل﴾

27. التصور الإسلامي لطبيعة البشرية

28. نهج التربية الاجتماعية في القرآن الكريم

29. Irfan-ul-Qur'an (English Translation of the Holy Qur'an)

30. Qur'anic Concept of Human Guidance

31. Islamic Concept of Human Nature

### B. الحديث

32. الخطبة السديدة في أصول الحديث

وَفُرُوعِ الْعَقِيدَةِ

33. العبدية في الحضرة الصمدية ﴿بارکاو﴾

إلہی سے تعلق بندگی﴾

34. البيان في رحمة المنان ﴿رحمتِ اِلهی پر﴾

ایمان آفرود احادیث مبارکہ کا مجموعہ﴾

35. مختصر المنهاج السوي من الحديث النبوي

﴿عربی متن، اردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج﴾

36. هداية الأمة على منهاج القرآن والسنة

(الجزء الأول): أمست محمدیہ کے لیے

قرآن و حدیث سے ضابطہ رشد و ہدایت

37. جامع السنة فيما يحتاج إليه آخر الأمة

### A. قرآنیات

01. عرفان القرآن (اردو ترجمہ قرآن حکیم)

02. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ الفاتحہ، جزو اول)

03. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ البقرہ)

04. حکمت استعاذہ

05. تسمیۃ القرآن

06. معارف الکولر

07. فلسفہ تسمیہ

08. معارف اسم اللہ

09. مناهج العرفان في لفظ القرآن

10. نظر رب العالمین کی علمی و سائنسی تحقیق

11. صفت رحمت کی شان امتیاز

12. اسمائے سورۃ فاتحہ

13. سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت

14. أسلوب سورۃ فاتحہ اور نظام فکر و عمل

15. سورۃ فاتحہ اور تعلیمات طریقت

16. سورۃ فاتحہ اور انسانی زندگی کا اعتقادی پہلو

17. شان اولیت اور سورۃ فاتحہ

18. سورۃ فاتحہ اور حیات انسانی کا عملی پہلو (تصور

عبادت)

19. سورۃ فاتحہ اور تعمیر شخصیت

20. فطرت کا قرآنی تصور

21. تربیت کا قرآنی منہاج

22. لا اِکراه فی الدین کا قرآنی فلسفہ



47. البدر التمام في الصلوة على صاحب  
الدنؤ والمقام ﷺ ﴿ درود شریف کے  
فضائل و برکات ﴾

48. كَشَفُ الْأَسْرَارِ فِي مَحَبَّةِ الْمَوْجُودَاتِ

لِسَيِّدِ الْأَبْرَارِ ﷺ ﴿ حضور ﷺ سے

حیوانات، نباتات اور جمادات کی محبت ﴾

49. عُمْدَةُ الْبَيَانِ فِي عَظْمَةِ سَيِّدِ وَلَدِ عَدْنَانَ

ﷺ ﴿ حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت

اور اختیارات ﴾

50. النِّعْمَةُ الْعُلْيَا عَلَى أَوَّلِ الْخَلْقِ وَآخِرِ

الْأَنْبِيَاءِ ﷺ ﴿ حضور ﷺ کا شرف

نبوت اور اولیت خلقت ﴾

51. رَاحَةُ الْقُلُوبِ فِي مَدْحِ النَّبِيِّ الْمَحْبُوبِ

ﷺ ﴿ مدحت و نعت مصطفیٰ ﷺ پر منتخب

آیات و احادیث ﴾

52. الصَّفَا فِي التَّوَسُّلِ وَالتُّرْكِ بِالصُّلْطَانِ ﷺ

﴿ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل اور ترک ﴾

53. أَحْسَنُ السُّبُلِ فِي مَنَاقِبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ

﴿ انبیاء و رسل کے فضائل و مناقب ﴾

54. الْعِقْدُ الثَّمِينُ فِي مَنَاقِبِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ

﴿ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و

مناقب ﴾

55. الدَّرَةُ الْبَيْضَاءُ فِي مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ

سلام اللہ علیہا ﴿ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ

علیہا کے فضائل و مناقب ﴾

56. مَرَجُ الْبَحْرَيْنِ فِي مَنَاقِبِ الْحَسَنِ عَلَيْهِمَا

السلام ﴿ حسین کریمین علیہما السلام کے

﴿ كِتَابُ الْمَنَاقِبِ ﴾ (انبیاء کرام، الی

بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء و صالحین کے

فضائل و مناقب مع عربی متن، اردو ترجمہ و

تحقیق و تخریج)

38. الأربعمین فی فضائل النبی الامین ﷺ

﴿ حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب ﴾

39. الْمَكَانَةُ الْعَلِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّةِ

﴿ حضور ﷺ کے نبوی خصائص مبارکہ ﴾

40. الْمِيَزَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ الدُّنْيَوِيَّةِ

﴿ حضور ﷺ کے دنیوی خصائص

مبارکہ ﴾

41. الْعَظْمَةُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ الْبُرْزَخِيَّةِ

﴿ حضور ﷺ کے برزخی خصائص

مبارکہ ﴾

42. الْفَتْوحَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ

الْآخِرَوِيَّةِ ﴿ حضور ﷺ کے آخری

خصائص مبارکہ ﴾

43. الْجَوَاهِرُ النَّقِيَّةُ فِي السَّمَائِلِ النَّبَوِيَّةِ

﴿ حضور ﷺ کے شامل مبارکہ ﴾

44. الْمَطَالِبُ السَّنِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّةِ

﴿ حضور ﷺ کے خصائل مبارکہ ﴾

45. الْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ ﴿ حج

حلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و

شفقت ﴾

46. بُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي شَفَاعَةِ سَيِّدِ

المرسلین ﷺ ﴿ شفاعت مصطفیٰ ﷺ

پر منتخب احادیث مبارکہ ﴾

## فضائل و مناقب ﴿

57. السيف الجلى على منكر ولاية على

## ﴿اعلان غدیر﴾

58. القول المعتبر في الإمام المتظر

## ﴿إمام مهدى﴾

59. النجاة في مناقب الصحابة والقراية

﴿صحابہ کرام و اہل بیت اطہار﴾ کے

## فضائل و مناقب ﴿

60. الإجابة في مناقب القراية ﴿اہل بیت

اطہار سلام اللہ علیہم کے فضائل و مناقب ﴿

61. الإنابة في مناقب الصحابة ﴿صحابہ کرام

## ﴾ کے فضائل و مناقب ﴿

62. القول الوثيق في مناقب الصديق ﴿

﴿سیدنا صدیق اکبر﴾ کے فضائل و مناقب ﴿

63. القول الصواب في مناقب عمر بن

الخطاب ﴿سیدنا فاروق اعظم﴾

## کے فضائل و مناقب ﴿

64. روض الجنان في مناقب عثمان بن عفان ﴿

﴿سیدنا عثمان غنی﴾ کے فضائل و مناقب ﴿

65. كنز المطالب في مناقب علي بن أبي

طالب ﴿سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے

## فضائل و مناقب ﴿

66. روضة السالكين في مناقب الأولياء والصالحين

﴿اولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب ﴿

67. الكنز الثمين في فضيلة الذكر والذاكرين

﴿ذکر الہی اور ذاکرین کے فضائل ﴿

68. البينات في المناقب والكرامات

﴿فضائل و کرامات ..... احادیث نبوی

﴿کی روشنی میں﴾

69. المناهل الصفيّة في شرف الأئمة

المحمديّة ﴿أمت محمدیہ کا شرف

## اور فضیلت﴾

70. تكميل الصحيفة بأسانيد الحديث في

الإمام أبي حنيفة ﴿

71. الأنوار النبوية في الأسانيد الحنيفة

(مع أحاديث الإمام الأعظم ﴿

72. النجاة في إقامة الصلاة ﴿فضائل نماز پر

منتخب آیات و احادیث اور آثار و اقوال ﴿

73. الصلاة عند الحنيفة في ضوء السنة النبوية

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ نماز﴾

74. التصريح في صلاة التراويح ﴿بیس

رکعت نماز تراویح کا ثبوت﴾

75. الدعاء والذكر بعد الصلاة ﴿نماز کے

بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے اور ذکر بالجہر

کرنے پر مجموعہ آیات و احادیث﴾

76. الإنعام في فضل الصيام والقيام ﴿روزہ

اور قیام اللیل کی فضیلت پر منتخب آیات و

## احادیث﴾

77. الإنبياء للخوارج والخوارج ﴿گستاخان

رسول ..... احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں﴾

78. اللباب في الحقوق والآداب ﴿انسانی

حقوق و آداب ..... احادیث نبوی ﷺ کی

## روشنی میں﴾

79. النجاح في أعمال البر والصدقة والصلاح

80. مِنْهَاجُ السَّلَامَةِ فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الإِقَامَةِ

﴿اقامت دین اور امن و سلامتی کی راہ﴾

81. تَحْفَةُ النُّقَبَاءِ فِي فَضِيلَةِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ

﴿فروع علم و شعور کی اہمیت و فضیلت﴾

82. أَحْسَنُ الصَّنَاعَةِ فِي إثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ

﴿عقیدہ شفاعت: احادیث مبارکہ کی

روشنی میں﴾

83. الْقَوْلُ الْقَوِيُّ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ

﴿عربی﴾

84. الْقَوْلُ الْقَوِيُّ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ

﴿منح اردو ترجمہ: امام حسن بصری کی

سیدنا علیؑ سے ملاقات اور سامع﴾

85. سلسلہ مرویات صوفیاء (۱): الْمَرْوِيَّاتُ

السُّلَمِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿امام

ابو عبد الرحمن محمد السلیؑ کی مرفوع متصل

روایات﴾

86. سلسلہ مرویات صوفیاء (۲): الْمَرْوِيَّاتُ

الْقَشِيرِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿امام

ابو القاسم عبد الکریم القشیریؑ کی مرفوع

متصل روایات﴾

87. سلسلہ مرویات صوفیاء (۳): الْمَرْوِيَّاتُ

الشُّهْرَوَزْدِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ

﴿شیخ شہاب الدین شہروردیؑ کی مرفوع

متصل روایات﴾

88. سلسلہ مرویات صوفیاء (۴): مَرْوِيَّاتُ الشُّيْخِ

الْأَكْبَرِيِّ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ الْأَطْهَرِ ﴿شیخ

اکبر محمد بن العزقیؑ کی مرفوع

متصل روایات﴾

89. الْمُنْتَقَى لِأَسَانِيدِ الْعَسْقَلَانِيِّ إِلَى أَيْمَةِ

التَّصَوُّفِ وَالْعِلْمِ الرَّبَّانِيِّ

90. سلسلہ أربعينات: الْعَسَلُ النَّقِيُّ فِي أَسْمَاءِ

النَّبِيِّ ﴿اسماء مصطفیٰ ﷺ پر چالیس

احادیث مبارکہ﴾

91. سلسلہ أربعينات: الْفَوْزُ الْجَلِيُّ فِي التَّوَسُّلِ

بِالنَّبِيِّ ﷺ ﴿حضور ﷺ سے توسل پر

چالیس احادیث مبارکہ﴾

92. سلسلہ أربعينات: الشَّرْفُ الْعَلِيُّ فِي

التَّبَرُّكِ بِالنَّبِيِّ ﷺ ﴿ذات مصطفیٰ

ﷺ سے حصول برکت پر چالیس

احادیث﴾

93. سلسلہ أربعينات: التَّصَرُّفَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي

الْأُمُورِ التَّشْرِيعِيَّةِ ﴿تشریحی امور میں

تصرفات مصطفیٰ ﷺ پر چالیس

احادیث﴾

94. سلسلہ أربعينات: الْأَخْبَارُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْعُلُومِ

النَّبَوِيَّةِ ﴿حضور ﷺ کے علم غیب پر

مشتمل چالیس احادیث مبارکہ﴾

95. سلسلہ أربعينات: الْعَطَاءُ الْعَمِيمُ فِي رَحْمَةِ

النَّبِيِّ الْعَظِيمِ ﷺ ﴿رحمت مصطفیٰ ﷺ

پر چالیس احادیث مبارکہ﴾

96. سلسلہ أربعينات: النُّورُ الْمُبِينُ فِي حَيَاةِ

النَّبِيِّ الْأَمِينِ ﷺ ﴿حیات النبی ﷺ

پر چالیس احادیث مبارکہ ﴿

97. سلسلہ أربعینات: الْمَنْهَلُ الصَّافِي فِي زِيَارَةِ

قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ زيارتِ روضہ رسول

ﷺ کی فضیلت پر چالیس احادیث

مبارکہ ﴿

98. سلسلہ أربعینات: الْفُتُوحَاتُ فِي الْأَذْكَارِ

بَعْدَ الصَّلَوَاتِ ﴿ نمازِ پنج گانہ کے بعد

اذکار پر چالیس احادیث مبارکہ ﴿

99. کتب حدیث میں مرویاتِ امامِ اعظم ﷺ

100. The Ghadir Declaration

101. The Awaited Imam

102. Virtues of Sayyedah Fatimah (سلام)

103. Pearls of Remembrance

## C. ایمانیات

104. ارکانِ ایمان

105. دینِ اسلام کے تین درجات ﴿ اسلام،

ایمان اور احسان ﴿

106. ایمان اور اسلام

107. شہادتِ توحید

108. حقیقتِ توحید و رسالت

109. ایمان بالرسالت

110. ایمان بالکتب

111. ایمان بالتقدیر

112. ایمان بالآخرت

113. مومن کون ہے؟

114. منافقت اور اس کی علامات

115. مومن جی سنبھالو

116. Islam and Freedom of Human Will

## D. اعتقادات

117. کتاب التوحید (جلد اول)

118. کتاب التوحید (جلد دوم)

119. کتاب البدعة ﴿ بدعت کا صحیح تصور ﴿

120. تصور بدعت اور اس کی شرعی حیثیت

121. لفظ بدعت کا اطلاق (احادیث و آثار کی

روشنی میں)

122. اقسامِ بدعت (احادیث و اقوالِ ائمہ کی

روشنی میں)

123. الْبِدْعَةُ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ وَالْمُحَدِّثِينَ (بدعت

ائمہ و محدثین کی نظر میں)

124. حیاہ النبی ﷺ

125. مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت

126. تصور استعانت

127. کتاب التوسل (وسیلے کا صحیح تصور)

128. کتاب الشفاعة

129. عقیدہ علم غیب

130. شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ

131. ایصالِ ثواب اور اس کی شرعی حیثیت

132. خوابوں اور بشارات پر اعتراضات کا علمی محاکمہ

133. سُئیت کیا ہے؟

134. منہاج العقائد

135. التَّوَسُّلُ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ وَالْمُحَدِّثِينَ (توسل:

ائمہ و محدثین کی نظر میں)

136. عقیدہ توحید کے سات ارکان (سورہ اخلاص کی روشنی میں)
137. مبادیات عقیدہ توحید
138. عقیدہ توحید اور غیر اللہ کا تصور
139. عقیدہ توحید اور اشتراک صفات
140. عقائد میں احتیاط کے تقاضے
141. تبرک کی شرعی حیثیت
142. زیارتِ قہور
143. وسائلِ شرعیہ
144. تعظیم اور عبادت
145. توحید جی عقیدی جا ست رکن (سورت اخلاص جی روشنی ۽)
146. Beseeching for Help (Istighathah)
147. Islamic Concept of Intermediation (Tawassul)
148. Real Islamic Faith and the Prophet's Status
- E. سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ**
149. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اول)
150. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ دوم)
151. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دوم)
152. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)
153. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد چہارم)
154. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد پنجم)
155. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ششم)
156. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)
157. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)
158. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد نہم)
159. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)
160. سیرتِ نبوی ﷺ کا علمی فیضان
161. سیرتِ نبوی ﷺ کی تاریخی اہمیت
162. سیرۃ الرسول ﷺ کی عمری و بین الاقوامی اہمیت
163. قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کا نظریاتی و انقلابی فلسفہ
164. قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ
165. نور محمدی: خلقت سے ولادت تک (میلاد نامہ)
166. میلاد النبی ﷺ
167. تاریخ مولد النبی ﷺ
168. مولد النبی ﷺ عند الأئمة والمحدثین (میلاد النبی ﷺ: ائمہ و محدثین کی نظر میں)
169. کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
170. معمولاتِ میلاد
171. فلسفہ معراج النبی ﷺ
172. حسن سراپائے رسول ﷺ
173. خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
174. شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
175. برکاتِ مصطفیٰ ﷺ
176. اسمائے مصطفیٰ ﷺ
177. معارفِ اسمِ محمد ﷺ
178. معارفِ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ
179. تحفة السرور فی تفسیر آیت نور
180. نور الأبصار بذكر النبی المختار ﷺ
181. تذکارِ رسالت

208. Greetings and Salutations on the Prophet (ﷺ)

209. Salawat auf den Propheten (ﷺ)

## F. ختم نبوت

210. مناظرہ ڈنمارک  
211. عقیدہ ختم نبوت  
212. حیات و نزول مسیح علیہ السلام اور ولادتِ امام مہدی علیہ السلام (عقیدہ ختم نبوت کے تناظر میں)  
213. عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی  
214. مرزائے قادیان اور تشریحی نبوت کا دعویٰ  
215. مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت  
216. عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

## G. عبادات

217. ارکانِ اسلام  
218. فلسفہ نماز  
219. آدابِ نماز  
220. نماز اور فلسفہ اجتماعیت  
221. نماز کا فلسفہ معراج  
222. فلسفہ صوم  
223. فلسفہ حج

## H. فقہیات

224. نص اور تعبیر نص  
225. تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب  
226. اجتہاد اور اس کا دائرہ کار  
227. عصر حاضر اور فلسفہ اجتہاد

182. ذکر مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)

183. صلوة و سلام سنتِ الہیہ ہے

184. فضیلتِ درود و سلام

185. فضیلتِ درود و سلام اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

186. ایمان کا مرکز و محور (ذاتِ مصطفیٰ ﷺ)

187. عشقِ رسول ﷺ: وقت کی اہم ضرورت

188. عشقِ رسول ﷺ: استحکامِ ایمان کا واحد ذریعہ

189. غلامیِ رسول: حقیقی تعوی کی اساس

190. تحفظ ناموس رسالت

191. اسیرانِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ

192. مطالعہ سیرت کے بنیادی اصول

193. سیرت کا جمالیاتی بیان (قرآن حکیم کی روشنی میں)

194. سیرۃ الرسول ﷺ کی دینی اہمیت

195. سیرۃ الرسول ﷺ کی آئینی و دستوری اہمیت

196. سیرۃ الرسول ﷺ کی ریاستی اہمیت

197. سیرۃ الرسول ﷺ کی انتظامی اہمیت

198. سیرۃ الرسول ﷺ کی علمی و سائنسی اہمیت

199. سیرۃ الرسول ﷺ کی شخصی و رسالتی اہمیت

200. سیرۃ الرسول ﷺ کی تہذیبی و ثقافتی اہمیت

201. سیرۃ الرسول ﷺ کی اقتصادی اہمیت

202. كشف الغطا عن معرفة الأقسام

للمصطفى ﷺ

203. مقام محمود

204. عالم آرداج کا جہان اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

205. روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ

206. تعلق بالرسالت: آشنائی سے وفا تک

207. Sirat-ur-Rasul ﷺ, vol. 1

228. تاریخ فقہ میں ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا مقام  
 229. وہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)  
 230. خونِ مسلم کی حرمت  
 231. منہاج المسائل  
 232. الحکم الشرعی  
 233. نصاب تربیت (حصہ اول)  
 234. التصور التشريعی للحکم الإسلامی  
 235. فلسفۃ الاجتهاد و العالم المعاصر  
 236. منہاج الخطبات للعیدین و الجمععات  
 237. Introduction to the Fatwa on Suicide Bombings and Terrorism  
 238. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings  
 239. Philosophy of Ijtihad and the Modern World  
 240. Ijtihad (meanings, application and scope)
252. حسن احوال  
 253. حسن اخلاق  
 254. صفائے قلب و باطن  
 255. فسادِ قلب اور اس کا علاج  
 256. زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے  
 257. ہر شخص اپنے نفسِ عمل میں گرفتار ہے  
 258. ہمارا اصلی وطن  
 259. جرم، توبہ اور اصلاحِ احوال  
 260. طبقات العباد  
 261. حقیقتِ اعتکاف  
 262. دل جی صفائی  
 263. Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)  
 264. Qur'anic Philosophy of Benevolence (Ihsan)

## ج. اُوراد و وظائف

265. الفيوضات المحمدية ﷺ  
 266. الأذکار الإلهية  
 267. الدَعَوَاتُ وَالْأَذْكَارُ مِنْ سُنَّةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ ﷺ ﴿مسنون دعاؤں اور اذکار پر مشتمل مجموعہ آیات و احادیث﴾  
 268. دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ (عربی)  
 269. دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ (بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اُرحامی ہزار درود و سلام کا ہدیہ عقیدت و محبت)  
 270. مناجاتِ امام زین العابدین علیہ السلام  
 271. الدَعَوَاتِ الْقَدْسِيَّةِ

## I. رُوحَانِيَات

241. إطاعتِ الہی  
 242. ذکرِ الہی  
 243. محبتِ الہی  
 244. خشیتِ الہی اور اس کے تقاضے  
 245. حقیقتِ تصوف  
 246. اسلامی تربیتی نصاب (جلد اول)  
 247. اسلامی تربیتی نصاب (جلد دوم)  
 248. سلوک و تصوف کا عملی دستور  
 249. اخلاق الانبیاء  
 250. تذکرے اور صحبتیں  
 251. حسنِ اعمال

295. قواعد الاقتصاد في الإسلام  
296. الاقتصاد الأروبي و نظام المصرف في الإسلام

## M. جہادیات

297. حقیقت و جہاد  
298. جہاد بالمال  
299. شہادتِ امام حسین ؑ (فلسفہ و تعلیمات)  
300. شہادتِ امام حسین ؑ (حقائق و واقعات)  
301. شہادتِ امام حسین ؑ: ایک پیغام  
302. شہادتِ امام حسین ؑ اور محبتِ امام حسین ؑ

ؑ

303. ذبحِ عظیم (ذبحِ اسماعیل ؑ سے ذبحِ حسین ؑ تک)

## N. فکریات

304. قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد اول)  
305. قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد دوم)  
306. اسلامی فلسفہ زندگی  
307. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟  
308. منہاج الافکار (جلد اول)  
309. منہاج الافکار (جلد دوم)  
310. منہاج الافکار (جلد سوم)  
311. ہلہلادینی زوال اور اسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج  
312. ایمان پر ہائل کا سہ جہتی حملہ اور اس کا تدارک  
313. دور حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ  
314. خدمتِ دین کی توفیق  
315. قرآنی فلسفہ تبلیغ  
316. اسلام کا تصور اعتدال و توازن

272. أَحْسَنُ الْمَوْرِدِ فِي صَلَاةِ الْمَوْلِدِ  
273. صَلَوَاتُ سُورِ الْقُرْآنِ عَلَى سَيِّدِ وَلَدِ  
عَدْنَانَ (ؑ)

274. أَسْمَاءُ حَامِلِ اللَّوَاءِ مُرْتَبَةً عَلَى حُرُوفِ الْهَجَاءِ  
275. صَلَاةُ الْأَكْوَانِ (دروہ کائنات)  
276. صَلَاةُ الْمِيلَادِ (دروہ میلاد)  
277. صَلَاةُ الشَّمَائِلِ (دروہ شمائل)  
278. صَلَاةُ الْفَضَائِلِ (دروہ فضائل)  
279. صَلَاةُ الْمِعْرَاجِ (دروہ معراج)  
280. صَلَاةُ السِّيَادَةِ (دروہ سیادت)  
281. دعا اور آدابِ دعا

## K. علمیات

282. اسلام کا تصور علم  
283. علم..... توحیدی یا تخلیقی  
284. مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اصلاح طلب پہلو  
285. تعلیمی مسائل پر انٹرویو  
286. Islamic Concept of Knowledge

## L. اقتصادیات

287. معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل  
288. بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ  
289. بلاسود بنکاری اور اسلامی معیشت  
290. بجلی مہنگی کیوں؟ IPPs کا معاملہ کیا ہے؟  
291. اقتصادیاتِ اسلام ﴿تفکیلی جدید﴾  
292. اسلام کا تصور ملکیت  
293. اسلام اور کفالت عامہ  
294. اسلامی نظام معیشت کے بنیادی اصول



341. نیدرلینڈ آرڈر اور عالم اسلام  
342. آئندہ سیاسی پروگرام  
343. قیام پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس  
344. اسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ  
345. فقہ خوارج، تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی  
جائزہ

346. سیاسی مسئلوں پر انہی جو  
اسلامی حل

347. Islam - The State Religion  
348. The Islamic State

## Q. قانونیات

349. یثاق مدینہ کا آئینی تجزیہ  
350. اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات  
351. اسلامی اور مشرعی تصور قانون کا تقابلی جائزہ  
352. اسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور  
353. الجرمیة فی الفقہ الإسلامی  
354. Islamic Penal System and its  
Philosophy  
355. Islam and Criminality  
356. Islamic Concept of Law  
357. Qur'anic Basis of  
Constitutional Theory  
358. Legal Character of Islamic  
Punishments  
359. Legal Structure of Islamic  
Punishments  
360. Classification of Islamic  
Punishments  
361. Islamic Philosophy of  
Punishments  
362. Islamic Concept of Crime

## R. شخصیات

363. پیکر عشق رسول: سیدنا صدیق اکبر

317. نوجوان نسل دین سے دور کیوں؟  
318. تحریک منہاج القرآن کا تصور دین  
319. تحریک منہاج القرآن: "افکار و ہدایات"  
320. تحریک منہاج القرآن: انٹرویوز کی روشنی میں  
321. تحریک منہاج القرآن کی انقلابی فکر  
322. روایتی سیاست یا مصطفوی انقلاب.....!  
323. اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر  
324. اہم انٹرویو

325. معہد منہاج القرآن  
326. Islamic Philosophy of Human  
Life  
327. Islam in Various Perspectives

## O. انقلابیات

328. نظام مصطفیٰ (ایک انقلاب آفریں پیغام)  
329. حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی  
330. پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج  
331. پیغمبر انقلاب اور صحیفہ انقلاب  
332. قرآنی فلسفہ عروج و زوال  
333. باطل قوتوں کو کھلا چیلنج  
334. سفر انقلاب  
335. مصطفوی انقلاب میں طلبہ کا کردار  
336. سیرت النبی ﷺ اور انقلابی جدوجہد  
337. مقصد بھشت انبیاء علیہم السلام

## P. سیاسیات

338. سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل  
339. تصور دین اور حیات نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو  
340. حضور ﷺ بحیثیت مصلح سیاست

## S. اسلام اور سائنس

384. اسلام اور جدید سائنس  
385. تخلیق کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی مطالعہ)  
386. انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء  
387. امراض قلب سے بچاؤ کی تدابیر  
388. شان اولیاء (قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں)  
389. Creation of Man  
390. Spiritualism and Magnetism  
391. Islam on Prevention of Heart Diseases  
392. Qur'an on Creation and Expansion of the Universe  
393. Creation and Evolution of the Universe

## T. عصریات

394. اسلام میں انسانی حقوق  
395. حقوق والدین  
396. اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام  
397. اسلام میں خواتین کے حقوق  
398. اسلام میں اقلیتوں کے حقوق  
399. اسلام میں بچوں کے حقوق  
400. اسلام میں عمر رسیدہ اور معذور افراد کے حقوق  
401. عصر حاضر کے جدید مسائل اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری  
402. Peace, Integration & Human Rights  
403. Clarity Amidst Confusion: Imam Mahdi and End of Time  
404. Islam and Christianity

364. سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا مقام قربت و معیت  
365. فضائل و مراتب سیدنا فاروق اعظم ﷺ  
366. حبیب علی کرم اللہ وجہہ لکرم  
367. سیرت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا  
368. سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
369. سیرت سیدہ عالم فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا  
370. امام ابوحنیفہ ﷺ امام لائمہ فی الحدیث (جلد اول)  
371. صحابہ کرام اور ائمہ الہدایت ﷺ سے امام اعظم ﷺ کا اخذ فیض  
372. امام اعظم ﷺ اور امام بخاری (نسبت و تعلق اور وجوہات عدم روایت)  
373. تذکرہ مسانید امام اعظم ﷺ  
374. امام اعظم ﷺ کے تلامذہ میں جلیل القدر ائمہ حدیث  
375. امام اعظم ﷺ کی امامت و ثقاہت (ائمہ و محدثین کی نظر میں)  
376. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفہ خودی  
377. حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم  
378. اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان  
379. اقبال اور پیغام عشق رسول ﷺ  
380. اقبال اور تصور عشق  
381. اقبال کا مرد مومن  
382. تذکرہ فرید ملت (مجموعہ مضامین)  
383. Imam Bukhari and the Love of the Prophet ﷺ (Al-Hidayah Series: Volume 1)

## U. سلسلہ تعلیماتِ اسلام

405. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (1): تعلیماتِ اسلام

406. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (2): ایمان

407. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (3): اسلام

408. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (4): احسان

409. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (5): طہارت اور نماز

410. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (6): روزہ اور

احکام

## فہرست سیل پوائنٹس

فون	ایڈریس	سیل سنٹر
051-5558320	کمپنی چوک اقبال روڈ راولپنڈی	احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
051-5536111	شاپ نمبر 3 فضل داد پلازہ نزد کمپنی چوک	اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
0345-5146707	اقبال روڈ نزد کمپنی چوک راولپنڈی	منہاج اسلامک سنٹر راولپنڈی
051-4420495	کمرشل سنٹر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	بکس اینڈ بکس
051-4841419	کمرشل سنٹر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی	نیو سنٹر بکس
055-5554487	دکان نمبر 156 اکبر مارکیٹ نزد سبزی منڈی راجہ بازار راولپنڈی	مشہور اسلامک کیسٹ ہاؤس
051-2252571	فرخ پلازہ فرسٹ فلور مرکز G-9 کراچی کینی اسلام آباد	منہاج القرآن سیل سنٹر اسلام آباد
051-2254111	فیصل مسجد اسلام آباد	مکتبہ ملت فیصل مسجد اسلام آباد
0483-721630	ضیاء مارکیٹ بلاک نمبر 5 بالمقابل جامع مسجد کینی باغ سرگودھا	منہاج القرآن سیل سنٹر سرگودھا
0300-6498474	حلقہ 95 سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ	منہاج القرآن سیل سنٹر
055-4442559	حلقہ 92 نوشہرہ روڈ نزد قادیانی میڈیکل سٹور گوجرانوالہ	منہاج القرآن سیل سنٹر
055-3732160	غلہ منڈی گوجرانوالہ	انٹرنیٹ ہاؤس
055-4441613-14	شوروم والی کتاب گھر اردو بازار نزد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ	والی کتاب گھر
041-2605060	دفتر تحریک منہاج القرآن رضوان بادشاہ نزد کچہری بازار سرکلر روڈ فیصل آباد	منہاج القرآن سیل سنٹر
0302-7091640	گلفشان کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد	منہاج القرآن سیل سنٹر
041-8531823,	18، مدینہ سنٹر، سلیمی چوک، ستیانہ روڈ، فیصل آباد	منہاج سی ڈیز اینڈ بکس
0333-6535402	E-mail: sales@minhajcds.com web: www.MinhajCDs.com	
041-2613151,	رسول پلازہ، کوتوالی چوک کارنہ، امین پور بازار، فیصل آباد	منہاج سی ڈیز اینڈ بکس
0300-6603649,		
0322-7774699	E-mail: marketing@minhajcds.com Web: www.MinhajCDs.com	

041-2616496	امین پور بازار فیصل آباد	کتب خانہ مقبول عام
041-2626046	بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد	مکتبہ نوریہ رضویہ
021-32212011	14۔ انقال سنٹر اردو بازار کراچی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
021-32048389	جامع مسجد رحمانیہ طارق روڈ کراچی	منہاج بک بنک
021-34926110	مین گیٹ عسکری پارک یونیورسٹی روڈ کراچی	مکتبہ غوثیہ
061-4575006	کمرہ نمبر 6 فرسٹ فلور خواجہ سنٹر بالمقابل ضلع کچھری LMQ روڈ ملتان	منہاج القرآن سیل سنٹر
061-4545486	بوہڑ بازار ملتان	کتب خانہ حاجی مشتاق احمد
0313-8461000	اردو بازار بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	کتب خانہ حاجی نیاز احمد ملتان
0321-6359850		
052-4580542	مجاہد روڈ الممتاز پلازہ سیالکوٹ	منہاج القرآن سیل سنٹر
0300-6165043		
052-4272829	246 عزیز شہید روڈ سیالکوٹ کینٹ	ماڈرن بک ڈپو
0300-5956589	بڑی لال کڑتی نزد ایئر ہیڈ کوارٹر پشاور	منہاج القرآن سیل سنٹر
091-2211277	محلہ شاہ ولی قتال قصہ خوانی بازار پشاور	منہاج القرآن سیل سنٹر
0572-640546	منہاج کیسٹ ایچ بی سنٹر باہو کلاتھ مارکیٹ بالمقابل گیٹ نمبر 2 کامرہ کینٹ	منہاج القرآن سیل سنٹر
047-5320827	منہاج مدینہ جیولرز گڑھ موڈ ضلع جھنگ	منہاج القرآن سیل سنٹر
0476-201402	نزد گورنمنٹ انٹر کالج جھنگ روڈ بھوانہ	منہاج القرآن شیئرنری اینڈ سپورٹس
0533-003949	سنٹرل پوائنٹ پلازہ نزد بلال مسجد پرانا جی۔ ٹی۔	منہاج القرآن سیل سنٹر
0313-6227988	ایس چوک گجرات	
053-7401084	وحید آرن سٹور کھاریاں لنک روڈ ڈنگہ گجرات	منہاج القرآن سیل سنٹر
0346-4580512	دیوان چوک نزد ٹی۔ سی۔ ایس آفس منڈی بہاؤ الدین	منہاج القرآن سیل سنٹر
0459-231445	لیاقت بازار میانوالی	مکتبہ سلطانیہ
0300-6090163		
0459-805986	جتاح بازار ریلوے روڈ بالمقابل گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی	منہاج القرآن سیل سنٹر
0302-5893626	بالمقابل الکریم ہسپتال منگلاروڈ دینہ ضلع جہلم	منہاج القرآن سیل سنٹر
0300-3338934	عوامی موہائل سنٹر تاج پلازہ لورکوٹ روڈ شکر گڑھ	منہاج القرآن سیل سنٹر
0300-6906268	بلال مارکیٹ مین گیٹ مین بازار کسووال	منہاج القرآن سیل سنٹر

0334-7100479	بالقابل A.B.L شوگر ملز روڈ چشتیاں	منہاج القرآن سیل سنٹر
0543-541125	دفتر تحریک منہاج القرآن نزد GPO چکوال	منہاج القرآن سیل سنٹر
048-6691763	بھیرہ شریف	مکتبہ المجاہدہ
0346-6029881	ریلوے روڈ نزد گلی نمبر 1 مسجد تالاب والی سانگلہ	منہاج القرآن سیل سنٹر
0321-2661898	محل تحصیل روڈ حاجی بازار چند ضلع انک	منہاج القرآن سیل سنٹر
0333-6461216	نوری جامعہ مسجد بلاک 5 ڈیرہ غازیخان	مکتبہ رضائے مصطفیٰ
0300-5090265	کھلابٹ ٹاؤن شپ ہری پور	قاسم دانش بک ڈپو
021-35400947	ڈویژنل سیکرٹریٹ نیشنل سینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی	منہاج القرآن سیل سنٹر
0343-6318327	گلشن اقبال بلاک 10-A کراچی	مکتبہ گلزار حبیب
021-2577219	نزد ویشری ہسپتال بھیرا آزاد کشمیر	منہاج القرآن سیل سنٹر گل بائی
051-3571676	اسلامک لرننگ انشٹیٹیوٹ گلہائی چوک شیر شاہ روڈ	منہاج القرآن سیل سنٹر کرسیداں
041-2647410	کراچی	منہاج القرآن سیل سنٹر
0300-7763171	محلہ جامعہ مسجد کرسیداں تحصیل کہوڑہ ضلع راولپنڈی	رضا بک سنٹر
0300-6135902	کارخانہ بازار فیصل آباد	منہاج القرآن سیل سنٹر
0321-5409703	گجرات	منہاج القرآن سیل سنٹر
0544-614977	کچھری روڈ نارووال	اسلامی کتب خانہ
0300-9699792	سیالکوٹ	منہاج القرآن سیل سنٹر
0300-6523295	جہلم	بک کارز
021-32211998	جہلم	مکتبہ فیضان عطار
0301-7631192	چیچہ وطنی	مکتبہ جامعہ فریدیہ
0920-6365721	ساہیوال	لاریب بک
042-37237695	کراچی	کاظمی کتب خانہ
0333-4215973	رحیم یار خان	بیکن بکس
042-35155509	ملتان	منہاج القرآن سیل سنٹر
042-35122578	غزنی سٹریٹ یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور	منہاج القرآن سیل سنٹر
042-35290809	راوی ٹاؤن لاہور	کھوکھر بک ڈپو
	مدینہ روڈ ٹاؤن شپ لاہور	رحیم بک سنٹر
	مدینہ روڈ ٹاؤن شپ لاہور	سلیم بک سنٹر
	مدینہ روڈ ٹاؤن شپ لاہور	خان جی بک سنٹر

042-35302119	جوہر ٹاؤن لاہور	سنی بکس + شیئری
042-35290649	جوہر ٹاؤن لاہور	جاوید بک سنٹر
042-35885241	ماڈل ٹاؤن (لنک روڈ) لاہور	فینس بکس
042-37333969	مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	اعظم بک ڈپو
042-35861789	مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور	بھائی بھائی بک سنٹر
042-35295658	مسلم ٹاؤن لاہور	عمران بک ڈپو
042-37593508	صدقہ پلازہ اقبال ٹاؤن لاہور	محبوب بک سنٹر
042-35897035	اچھرہ شاہنگ سنٹر اچھرہ لاہور	نیواچھرہ بک سنٹر
0303-6409002	ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور	اچھرہ بک سنٹر
042-36830544	مست اقبال روڈ جنرل ہسپتال لاہور	علی بک سنٹر
042-36830544	ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور	ڈیفنس بک ڈپو
042-36830544	وائٹن روڈ، ورکشاپ روڈ لاہور	بک پوائنٹ
042-36830544	مصطفیٰ آباد، دھرم پورہ لاہور	حاجی بک سنٹر
042-36830544	دھرم پورہ لاہور	لالہ بک سنٹر
042-36830544	مین بازار دھرم پورہ لاہور	شمع بک ڈپو
0301-4065851	پاکستانی بازار باغبانپورہ لاہور	نیشنل بک سنٹر
042-34787510	ریلوے اسٹیشن لاہور	اللہ توکل
042-36366385	ریلوے اسٹیشن لاہور	نوری فاؤنڈیشن
042-36370989	گڑھی شاہولاہور	شفیق بک سنٹر
042-37564501	چوک داروغہ والا، جی ٹی روڈ لاہور	تاج بک سنٹر
042-36815616	صنم آرکیٹ مزنگ چوگی لاہور	منیر بک سنٹر
0301-4653007	سرخ بازار مغلوپورہ لاہور	کامران بک سنٹر
0300-4214932	مغل پورہ لاہور	انسپائر بک ڈپو
0307-4530875	فتح گڑھ لاہور	عاصم بک سنٹر
0300-4532016	فتح گڑھ لاہور	رضا بک سنٹر
0346-4635358	جلوموڈ لاہور	جیل بک سنٹر
042-36275260	جلوموڈ لاہور	مدینہ بک سنٹر
042-35758355	جلوموڈ لاہور	عاصم بک ڈپو
042-35761230	کامپو پورہ لاہور	رؤفت بک سنٹر
	لبرٹی مارکیٹ، گلبرگ لاہور	دراکٹی بک سنٹر
	مین مارکیٹ، لبرٹی لاہور	اقبال بک کارنر

042-34127426	مکہ کالونی، گلبرگ لاہور مین مارکیٹ، گلبرگ لاہور شاہ فرید چوک سبزہ زار لاہور عمران سنٹر مومن مارکیٹ گلشن راوی لاہور	زید بک کارز انیس بک شاپ چوہدری بک سنٹر رانا شیختری کیپٹل بک ڈپو انتخاب بک ڈپو نیونوید بک ڈپو عمران بک سنٹر مکتبہ اسلامیہ مکتبہ الرضا پبلشرز کریم پبلشرز مکتبہ خورشیدیہ خزینہ علم و ادب اوصاف القرآن کرمانوالہ کیسٹ شاپ ضیاء القرآن پبلی کیشنز اسلام بک ڈپو نوریہ رضویہ پبلی کیشنز قادری رضوی کتب خانہ رضوان کتب خانہ المعارف بک سنٹر مکتبہ اعلیٰ حضرت زاویہ پبلشرز دارالعلم نیو منہاج کتب و کیسٹ خان بک کمپنی کلاسک بک فیروز سنز مغل دارالکتب
042-37012207	لیاقت چوک سبزہ زار لاہور عائشہ روڈ اسلام پورہ لاہور	
042-37556072	اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور	
042-37468086	شام نگر روڈ چوبرجی لاہور	
042-37244973	اردو بازار لاہور	
042-37245166	اردو بازار لاہور	
042-37122772	اردو بازار لاہور	
042-37120090	اردو بازار لاہور	
042-37314169	کریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور	
042-37360492	اردو بازار لاہور	
042-37249515	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37221953	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37112941	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37313885	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37213575	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37114729	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37214662	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37247301	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37248667	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37120090	دربار مارکیٹ لاہور	
0323-4920452	دربار مارکیٹ لاہور	
042-37325463	لوئر مال لاہور	
042-37312977	مال روڈ لاہور	
042-111626262	مال روڈ لاہور	
042-37311042	۶۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور	



رمضان المبارک کی ہر ساعت ہمارے لئے سعادتوں کی  
 پیامبر اور خدائے ذوالجلال کی بے پایاں رحمتوں کی نوید بن کر آتی ہے،  
 لیکن کیا ہم ان سے مستفیض ہو کر اپنے لئے اُخروی نجات اور کامیابی کا  
 توشہ و سامان فراہم کرتے ہیں؟ کیا ہم اس ماہ مقدس کے شب و روز  
 کے سعید لمحوں کو غنیمت جان کر اپنی عاقبت سنوارنے کا اہتمام کرتے  
 ہیں؟ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچنا چاہئے کہ ہم اس ماہ  
 مبارک کا حق کہاں تک ادا کر پاتے ہیں۔

ہمیں اپنا یہ معمول بنانا چاہئے کہ جب ہم سحری کے لئے  
 بیدار ہوں تو با وضو ہو کر کچھ وقت نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے نکالیں اور  
 پھر پورا ماہ اس کی پابندی کے لئے کوشاں رہیں۔ کیا بعید ہے کہ اس  
 مشق سے ہماری نماز تہجد کی عادت مداومت اختیار کر جائے اور ہماری  
 بقیہ زندگی میں تہجد کا معمول اس قدر راسخ ہو جائے کہ پھر اسے ترک  
 کرنے کا تصور بھی نہ ہو سکے۔

رمضان المبارک کو یہ شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ نماز  
 تراویح اور نماز تہجد کے درمیان سونے کا وقفہ بھی شامل عبادت تصور کر لیا  
 جاتا ہے۔ گویا اس مقدس اور مبارک مہینے کی ہر ساعت فیوض  
 و برکات کی حامل ہو کر نامہ اعمال میں بطور عبادت لکھ دی جاتی ہے۔